ویداورقرآن کا مقابلہ

مصنفہ

مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور

حسب فرمائش

کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور

سنہ ۱۸۹۳ع

اسلامیہ پریس لاہور میں کرم بخش کے اہتمام سے طبع ہوا

قیمت فی جلد ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریا سماج والے جو خدا کے الہام اور کلام کو وید پر ختم کئے بیٹھے ہین - وہ بھی عیسایئون کی طرح قرآن شریف کی بے نظیری سے انکار کر کے - اپنے وید کی نسبت فصاحت بلاغت کا دعوے کرتے ہین - لیکن ہم اس امر کو بار بار غافل لوگون پر ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہین - کہ قرآن شریف کی بے نظیری سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے جسکو یہ طاقت ہو کہ جو کچھ قرآن شریف کی وجہ بے نظیری اس کتاب مین بطور نمونہ درج کی گئی ہین کسی دوسری کتاب سے نکالکر دکھلا سکے سو اگر آریا سماج والون کو اپنے وید پر یہ امید ہے کہ وہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے گا تو انہین بھی اختیار ہے - کہ وید کا زور دکھلا دین - مگر صرف دعوے ہی دعوے کرنا - اور اوباشانہ باتین منہ پر لانا نیک طینت آدمیون کا کام نہین انسان کی ساری شرافت اور عقل اس مین ہے کہ اگر اپنے دعوے پر کوئی دلیل ہو تو پیش کرے - ورنہ ایسا دعوے کرنے سے ہی زبان بند رکھے - جسکا ماحصل بجز فضول گوئی اور ژاژخائی اور کچھ بھی نہین - سمجھنا چاہیے کہ قرآن شریف کی بلاغت ایک پاک اور مقدس بلاغت ہے - جسکا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام مین بیان کر کے تمام حقایق اور دقایق علم دین ایک موجز اور مدلّل عبارت مین بھر دیے جائین اور جہان تفصیل کی اشد ضرورت ہو وہان تفصیل ہو - اور جہان اجمال کافی ہو وہان اجمال ہو اور کوئی صداقت دینی ایسی نہ ہو جسکا مفصلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے اور باوصف اِس کے

ضرورت حقہ کے تقاضا سے ذکر ہو نہ غیر ضروری طور پر اور پھر کلام بھی ایسا فصیح اور سلیس اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہرگز کسی کے لیے ممکن نہو۔ اور پھر وہ کلام روحانی برکات بھی اپنے ہمراہ رکھتا ہو۔ یہی قرآن شریف کا دعوےٰ ہے جس کو اُس نے آپ ثابت کر دیا ہے۔ اور جابجا فرما بھی دیا ہے کہ کسی مخلوق کے لیئے ممکن نہیں ہے کہ اُس کی نظیر بنا سکے۔ اب جو شخص منصفانہ طور پر بحث کرنا چاہتا ہے۔ اس پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ قران شریف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے ایسی کتاب کا پیش کرنا ضروری ہے جس مین وہی خوبیان پائی جائین۔ جو اُس مین پائی جاتی ہین۔ سچ ہے کہ وید مین شاعرانہ تلازمات پائے جاتے ہیں۔ اور شاعرون کی طرح انواع و اقسام کے استعارات بھی موجود ہین۔ مثلاً رگ وید میں ایک جگہ آگ کو ایک دولتمند فرض کر لیا ہے جسکے پاس بہت سے جواہرات ہین اور اس کی روشنی کو جوہر تابان سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ اُسکو ایک سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ جس کی کالی جھنڈی ہے۔ اور دھوئیں کو جو آگ پر اُٹھتا ہے ایک علم سیاہ ٹھہرالیا ہے۔ ایک جگہ اُس حرارت کو جو بخارات مائی کو اُٹھاتی ہے۔ چور مقرر کیا ہے اور اُسکا نام بلحاظ قوت ماسکہ ورترا رکھا ہے۔ اور بخارات کو گوئین ٹھہرایا ہے۔ اور اندر جس سے وید میں آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرۂ زمہریر مراد ہے اُسکو اِس مثال میں قصاب سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ جسطرح قصاب گاے کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اسی طرح اندر نے ورترا کے سر پر ایسا بجر مارا جو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور پانی قطرہ قطرہ ہو کر بہ نکلا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کے تلازمات کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں صرف شاعرانہ خیالات ہیں اور پھر بھی ایسے قابل تعریف اور باوقعت نہین بلکہ اکثر مقامات سخت نکتہ چینی کے لایق ہین مثلاً استعارہ مذکورہ بالا جسمیں اندر کو ایک بوچڑ سے تشبیہ دی ہے جسکا کام گاے کا گوشت فروخت کرنا ہے یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ جو لطیف طبع شاعروں کے کلام میں ہرگز نہیں آسکتا۔ کیونکہ شاعر کو یہ بھی خیال کر لینا لازم ہے کہ میرے اس مضمون سے عام لوگ کراہت تو نہیں کریں گے مگر اس ثبوتی میں یہ خیال نظر انداز ہو گیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہندو لوگ جو وید کے مخاطب

ہیں وہ گائے کے گوشت کا نام سننے سے متنفر ہیں - اور اُن کی طبیعتوں پر ایسا ذکر سخت
گراں گذرتا ہے کہ پھر آندر کو جو وید میں ایک بزرگ دیوتا مقرر ہو چکا ہے - بوچڑ سے تشبیہ
دینا - اور بعد بزرگ قرار دینے کے پھر اُس کی ہجو ملیح کرنا شایستگی کلام سے بعید اور ایک
طرح کی بے ادبی ہے - ماسوا اس کے اس تشبیہ میں ایک اور بھی نقص ہے - وہ یہ ہے کہ تشبیہ
اُس امر میں چاہیے کہ مشہور اور معروف ہو پس یہ کہنا کہ آندر نے ورترا کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے
کر دیا - جیسے بوچڑ گائے کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے - یہ تشبیہ فن بلاغت
کے رو سے تب درست بیٹھتی ہے کہ جب یہ ثابت ہو کہ وید کے زمانہ میں عام طور پر
گائے کا گوشت بازاروں میں بکتا تھا - اور بوچڑ لوگ ٹکڑے ٹکڑے کر کے وہ گوشت آریا
لوگوں کو دیتے تھے - مگر حال کے آریا لوگ ہرگز اس کے قایل نہیں - اب ظاہر ہے کہ کلام
میں ایسی تشبیہ بیان کرنا جسکا خارج میں وجود ہی نہیں بلکہ جس سے لوگ متنفر ہیں دائرہ
فصاحت و بلاغت سے بالکل خارج ہے - اگر ایک لڑکا بھی اپنے کلام میں ایسی تشبیہ
بیان کرے تو وہ دانشمندوں کے نزدیک قابل ملامت اور سادہ لوح ٹھہرتا ہے کیونکہ تشبیہ
کا لطف تب ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشابہت ایسی ظاہر ہو - کہ جس چیز سے تشبیہ دی
گئی ہے سامعین اُس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہوں - اور اُن کی نظر میں وہ چیز
بدیہی الظہور اور مسلم الوجود ہو - اور نیز اُن کی طبیعتیں بھی اُس کے ذکر سے کراہت نکرتی
ہوں - لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ وید کے زمانہ میں ہندوں میں گائے کا گوشت بیچنا
اور خریدنا اور کھانا ایک عام رواج تھا جس سے آریا قوم کو نفرت نہ تھی - اور اگر یہ بھی خیال
کیا جائے کہ خود وید کا ہی ذکر کرنا اُس رواج پر ثبوت ہے تو ایسا خیال کرنے سے بھی یہ
اعتراض مرتفع نہیں ہو سکتا کیونکہ گائے کے لہو اور گوشت سے پانی کو عمدہ مشابہت حاصل
نہیں ہاں گائے کے دودھ کو مصفا پانی سے مشابہت حاصل ہے سو اگر مثلاً رگوید منتھا اشتک ۱ علی
سکت ۱۱ کی شرتی جس میں یہ لکھا ہے (اے اندر ورترا پر اپنا بجر چلایا - اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے
کر جیسے بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے) اس طرح پر ہوتی کہ جب اندر
نے اپنے بجر سے ورترا کو دبایا تو اس میں سے اس طرح پر پانی بہ نکلا جیسے شیر دار گائے

کا پستان دبانے سے دودھ نکلتا ہے۔ تو وہ تلازم جسکا بیان کرنا مقصود تھا وہ بھی قایم رہتا اور تشبیہ بھی نہایت مطابق ہو جاتی ماسوا اسکے اُنکی طبیعت کو اُس تشبیہ سے نفرت نہیں ہوتی کیونکہ ہندو لوگ بھی بلا دغدغہ گاے کا دودھ پی لیتے ہیں۔

قطع نظر ان سب باتوں کے ایسے شاعرانہ تلازمات میں ہماری بحث ہی نہیں۔ اور قرآن شریف کے سامنے اِن لغویات کا ذکر کرنا ایک بیہودہ حرکت اور ناحق کی دردسر ہے۔ جس بلاغت حقیقی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے جس سے لغو اور جھوٹ اور بیہودہ باتوں کو کچھ بھی تعلق نہیں بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو اقل اور ادل عبارت میں بالتزام فصاحت و بلاغت بیان کیا ہے اور جمیع دقایق الٰہیات پر احاطہ کر کے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قوتیں عاجز ہیں۔ لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کیا تحریر میں لاویں جس میں بجاے حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں۔ کروڑہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا؟ وید نے۔ آریوں کو صدہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنایا؟ وید نے۔ کیا اُس میں کوئی ایسی شرتی بھی ہے جو کہ صاف صاف اور واشگاف طور پر مخلوق پرستی سے منع کرے۔ اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور اُن تمام شرتیوں کو جو مخلوق پرستی کی تعلیم پر مشتمل ہیں محل اعتراض ٹھہراوے۔ کوئی بھی نہیں پھر وہ بلاغت جو حق اور حکمت کی روشنی دکھلانے پر منحصر ہے کیونکر اسکو نصیب ہو سکتی ہے کیا ہم ایسے کلام کو بلیغ کہہ سکتے ہیں جس کی نسبت دعوی کیا جاتا ہے کہ اُسکا مقصود اصلی شرک کا مٹانا اور توحید کا قایم ہے لیکن وہ گونگوں کی طرح اُس دعوی کو بہ پایہ صداقت پہنچانے سے عاجز رہا ہے ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ وجود بلاغت میں سے نہایت ضروری ایک وجہ یہ ہے کہ جس بات کا ظاہر کرنا اور کھولنا مقصود ہو اُسکو اس طرح کھولکر بتلایا جاوے کہ طالب حق کی تسلی کے لیے کافی ہو۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہی شخص فصیح کہلاتا ہے جو کہ اپنے مطلب کو ایسے عمدہ طور پر ادا کرے کہ گویا اپنے مافی الضمیر کا نقشہ کھینچکر دکھلاے

اب اگر آریا صاحبوں کا دعوے یہ ہوتا۔ کہ وید کا اصلی مطلب مخلوق پرستی کی تعلیم ہے تو شاید
اس کی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ وہ بلاغت کے درجہ سے بکلی ساقط نہیں۔ کیونکہ گو وید نے
حقیقی بلاغت کے مذاق پر مخلوق پرستی پر کوئی دلیل بیان نہیں کی اور اُسکو ثابت کر کے
نہیں دکھلایا مگر تاہم واضح کلام سے کہ بلاغت کی ایک جز ہے۔ اپنا منشا دیوتاؤں کی پوجا
کی نسبت کھولکر بیان کر دیا۔ اور اگنی اور وایو اور اندر وغیرہ کی تعریف میں صدہا منتر
جنتر بنا ڈالے۔ اور ان چیزوں سے گوئیں اور گھوڑے اور بہت سا مال ہی مانگا لیکن اگر
یہ دعوے کیا جائے کہ وید نے اپنی قوت بیانی اور کمال بلاغت سے توحید کے بیان کرنے
میں زور لگایا ہے اور مشرکین کے اوہام اور وساوس کو دلایل واضحہ سے مٹایا ہے اور
جو جو براہین اقامت توحید اور ازالۂ شرک کے لیئے ضروری ہیں وہ سب بیان کیئے ہیں
اور وحدانیت الٰہی کو ثابت کر کے دکھلایا ہے اور آگ وغیرہ کی پرستش سے منع کیا ہے
تو یہ دعوی کسیطرح سرسبز نہیں ہو سکتا۔ کون اس بات کو نہیں جانتا کہ وید کے مضمون
اسی کی طرف جھکے ہوئے ہیں کہ تم آگ کی پرستش کرو۔ اندر کے بھجن گاؤ سورج کے
آگے ہاتھ جوڑو۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں بقول تمہارے وید کا یہ منشا تھا کہ توحید
کو بیان کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور مشرکوں کو توحید کے درجہ
تک پہنچا دے اور بگڑے ہوئے لوگوں کو اصلاح پر لاوے۔ اور مخلوق پرستوں کو خدا
پرست بنا دے۔ اور اہل شرک کے تمام وساوس مٹا دے لیکن بجائے اُسکے کہ وہ اپنا
اس منشا کو پورا کرتا جابجا اُس کے بیان سے مخلوق پرستی کی تعلیم ٹپکتی گئی جس تعلیم نے
کروڑوں کی کشتی کو ڈبویا۔ لاکھوں کو ورطۂ شرک و کفر میں غرق کیا ایک جگہہ بھی منھ
کھولکر وید نے بیان نہ کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو بجز
خدا کے اور کسی چیز سے مرادیں مت مانگو خدا کو بے مثل و مانند سمجھو اس صورت میں ہر ایک
عاقل آپ ہی انصاف کرے کہ کیا فصیح کلام کی یہی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ مافی الضمیر
کچھہ ہے اور منھ سے کچھہ اور ہی نکلتا جاتا ہے اسقدر لغو بیانی تو بچوں اور مسلوب الحواسوں
کے کلام میں نہیں ہوتی۔ وہ بھی اسقدر قوت بیانی رکھتے ہیں کہ اپنا دلی منشا ظاہر کر

دیتے ہیں جب پانی کی خواہش ہو آگ نہیں مانگتے اور اگر روٹی کی طلب ہو تو پتھر نہیں طلب کرتے ۔ مگر میں حیران ہوں کہ ویدکی بلاغت کس قسم کی بلاغت ہے ۔ جسکا منشار تو توحید تھا مگر برخلاف اسکے صدہا دیوتاؤں کا جھگڑا شروع کردیا جو کلام اپنا منشا ظاہر کرنے سے بھی عاجز ہے ۔ خدا نکرے کہ وہ فصیح و بلیغ ہو ۔ کلام بلیغ میں ایسی خرابی کب پڑ سکتی ہے کہ جو امر اصل مقصود بالذات ہو وہی صفائی اور شائستگی سے بیان نہ ہو سکے ۔ بلاغت کی اول شرط یہی ہے کہ متکلم اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر بخوبی قادر ہو اور جس امر کو ظاہر کرنا چاہے ایسا صفائی سے ظاہر کرے کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہجائے ۔ گونگوں کی طرح مبہم اور بے سرو پا بات نہ کہے ہاں جس بات کو مخفی رکھنا اور بطور اسرار بیان کرنا مصلحت ہو اُسکو مخفی طور پر بیان کرنا ہی بلاغت ہے ۔ مگر توحید جس سے کل معاملہ نجات کا وابستہ ہے ایسا امر نہیں ہے جسکو مخفی رکھنا جایز ہو پس یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ ویدنے بالارادہ مضمون توحید کو چیستوں اور پہیلیوں کی طرح بیان کیا ہے اور دانستہ دھوکہ دینے والی عبارتیں درج کی ہیں کیونکہ اس سے یہ ماننا پڑیگا کہ ویدنے عمداً چندیں کروڑ آدمیوں کو ورطہ ہلاکت میں ڈالنا چاہا ۔ اور جان بوجھ کر ایسی عبارتیں لکھی ہیں جن کے پڑھنے سے مخلوق پرستی کی تعلیم پھیلتی ہے بلکہ اس صورت میں عام ہندوں کی یہ رائے درست ہوگی کہ وید کا دلی منشا یہی تھا کہ آریا قوم کو دیوتاؤں کا پوجاری بنا دے ۔ اور اگر وید کا دلی ارادہ مخلوق پرستی کے برخلاف سمجھیں تو پھر یہ کہنا پڑیگا کہ اُسکو بات کرنے کا سلیقہ بالکل نہیں ۔ اور اُس میں یہ لیاقت ہی نہیں کہ اپنے منشار کو مخاطبین پر اچھی طرح ظاہر کرسکے تو اس صورت میں وید کا بلاغت کے مرتبے سے ساقط ہونا ایسا ظاہر ہے کہ حاجت بیان نہیں ۔ ایسے کلام کسی عاقل کے نزدیک بلیغ و فصیح نہیں کہلا سکتے جسکے الفاظ معانی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ برخلاف مراد اور مفاسد کی طرف کھینچتے ہیں جس شرتی پر نظر ڈالکر دیکھو بجاے رہبری کے رہزنی کر رہی ہے یہ خوب بلاغت ہے ۔ او عجب فصاحت مافی الضمیر سمجھانے کا طریق بھی ویدہی پر ختم ہے ۔ یوں تو کسی صاحب کو شاید یقین نہ آوے ۔ مگر ہم بطور نمونہ رگ وید میں سے جو کہ سب ویدوں میں اعلیٰ اور افضل شمار کیا جاتا ہے کسی قدر ایسی شرتیاں لکھتے ہیں جنکی نسبت آریاؤں کا خیال ہے کہ اُن میں توحید کی تعلیم ہے اور پھر بعد اُس کے کسی قدر

بطور نمونہ وہ آیات لکھیں گئے جو قرآن شریف نے توحید کے بارے میں لکھی ہیں تاکہ ہر ایک کو معلوم
ہو کہ وید اور فرقان میں سے کس نے مسئلہ توحید کو صفائی و شائستگی و پرزور بیان اور بلیغ تقریر
میں بیان کیا ہے اور کس کا بیان مہمل اور بے سروپا اور طرح طرح کے شکوک اور شبہات
میں ڈالتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں بلاغت کے آزمانے کے لیے یہی سہل طریق ہے کہ
جن دو کلاموں کا موازنہ و مقابلہ منظور ہو اُن کی قوت بیانی کو دیکھا جائے کہ کس مرتبہ تک ہے
اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لیے کیسی کیسی موشگافی و دقیقہ رسی اُنہوں نے کی ہے
اور کہاں تک اپنے مدلل اور موجز بیان سے جہل کی تاریکی کو اٹھانے کے لیے علم کی روشنی دکھلائی ہے
اور وحدانیت الٰہی کی خوبیاں اور شرک کی قباحتیں ظاہر کی ہیں لیکن اگر کسی کو یہ شک ہو
کہ شاید رگ وید میں ایسی شرتیاں بھی ہونگی جو بیان توحید میں قرآن شریف کا مقابلہ کر
سکیں تو اُسے اختیار ہے کہ وہی شرتیاں بہ سند مذکور سے بیان کرے۔ تا آریا لوگ جو رگ وید
رگ وید کر رہے ہیں سب ویدوں سے پہلے اُسی کا فیصلہ ہو جائے اس جگہ یہ بھی یاد رہے
کہ قرآن شریف کی بے نظیر بلاغت اور اُسکے ہزارہا دقایق و حقایق جن کے مقابلہ پر انسانی قوتیں
ساقط و عاجز ہیں اپنے موقعہ پر ذکر کیے جائینگے اس جگہ صرف بعض آریوں کے اصرار سے جو
بمقابلہ قرآن شریف وید کی بلاغت کا دعوے کرتے ہیں کسیقدر آیات قرآنی اس غرض سے
لکھی جاتی ہیں تاکہ اُن کی زبان درازی کو ایسے آسان طور پر روکا جائے جس سے منصفین
پر وید کا بالکل ہیچ اور ناچیز ہونا کھل جائے۔ اور یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وید میں اسقدر قوت
بیانی بھی نہیں کہ وہ اپنے منشا و مراد کو صفائی سے بیان کر سکے چہ جائیکہ اُسکو قرآن شریف
کی اعلیٰ بلاغتوں کے ساتھ دم مارنے کی طاقت ہو کیونکہ اس موقعہ سے ہر ایک منصف سمجھ
سکتا ہے۔ کہ جو کتاب اپنے مطلب کو صفائی سے بھی بیان نہیں کر سکتی اُسپر اور مراتب بلاغت
و فصاحت کی توقع رکھنا کمال حماقت ہے۔ اگر وید اس سہل اور آسان طریق میں مقابلہ
قرآن شریف کر سکیگا تو پھر شاید وہ اُن دقایق قرآنیہ میں بھی مقابلہ کر سکے جن میں قرآن شریف
کا یہ دعوے ہے کہ اُس کے مقابلہ سے دوسری تمام کتابیں عاجز ہیں۔ لیکن اگر اسی جگہ
آریا صاحبوں کا وید مردہ کی طرح بے حس و حرکت رہگیا اور ایک ذرا اسی بات میں بھی قرآن شریف

کے سامنے دم نہ مار سکا تو پھر ایسے وید پر ناز کرکے یہ خیال کرنا کہ وہ قرآن شریف کے اعلیٰ حقایق و دقایق کا مقابلہ کریگا کمال درجہ کی نادانی ہے۔ اور اس جگہہ یہ بھی ناظرین پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ محققین ہنود نے اُپنشدوں کو ویدوں میں داخل نہیں سمجھا۔ اور نہ اپنے پرمیشر کا کلام اُنکو قرار دیا ہے بلکہ صاف صاف یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ بعض لوگوں کے اپنے ہی خیالات ہیں جیسا کہ پنڈت دیانند کی بھی یہی رائے ہے اور تمام نامی اور لایق فایق پنڈت اسی رائے پر متفق ہین۔ اس لیے غیر ضروری معلوم ہوا کہ اُپنشدون کے مضامین کی تفتیش کی جائے۔ کیونکہ جب وہ عبارتیں وید میں داخل ہی نہیں ہیں۔ بلکہ باقرار پنڈت دیانند اور دوسرے محققین کے وید کی تعلیم کے مطابق بھی نہیں ایک فضول اور بے تعلق حواشی ہیں کہ جو بعض ناسمجھ برہمنوں نے پیچھے سے چڑھا دیئے ہیں تو اس صورت میں گو اپنشدوں میں کیسی ہی غلطیاں کیوں نہوں مگر اس جگہہ اُنکا بیان کرنا محض طول بلا طایل ہے۔ ہان خالص ویدوں میں سے جنکو آریا لوگ اپنے پرمیشر کا کلام اور ست ودیاؤں کا پستک سمجھ رہے ہیں۔ کسیقدر شرتیاں بطور نمونہ بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ سوم رگوید میں سے کئی ایک شرتیان جنکی نسبت آریون کا خیال ہے کہ توحید کی تعلیم دیتے ہیں ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

میں **اگنی دیوتا** کی جو ہوم کا بڑا کارکن اور **دیوتاؤں** کو نذریں پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔ ایسا ہو کہ **اگنی** جسکا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں **دیوتاؤں** کو اس طرف متوجہ کرے۔ اے **اگنی** جو دو لکڑیون کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس پاک کئے ہوئے کشا پر **دیوتاؤں** کو لا تو ہماری جانب سے انکا بلانے والا ہے۔ اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے **اگنی** آج ہماری خوش ذائقہ قربانی **دیوتاؤں** کو اُن کے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے **اگنی** **وایو** سورج وغیرہ **دیوتاؤں** کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب **اگنی** تو منجملہ اور **دیوتاؤں** کے ایک ہوشیار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے **اگنی** کا مبارک نام لیکر پکارو جو کہ سب سے پہلا

دیوتا ہے۔ اے اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو ۳۳ دیوو دیوتاؤن
کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہہ میں ہمیشہ روشن
کرتے ہیں تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہے ہمارے فائدے کے لیئے دولت والا ہو جا۔
اے عاقل اگنی تو نہایت ہے یعنے اپنے جسم کا آپ جلانے والا ہے آج ہماری خوش ذائقہ
قربانی دیوتاؤن کو اُن کے کھانے کے لیئے پیش کر۔ اگنی دیوتا جو کہ ہمیشہ جوان رہتا
ہے بڑا عاقل ہے اور یگ کرنے والے کے گھر کا محافظ ہے۔ اور نذروں کا لیجانے والا ہے جسکا
منہ دیوتاؤن تک نذرین پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ اور گھر کی آگ سے روشن ہوا ہے
لازوال اگنی اپنی خوراک کو اپنی لاٹ سے ملا کر اور اُسکو جلدی سے تناول کر کے خشک
لکڑی پر چڑھ گئی ہے جلانے والے عنصر کا شعلہ چالاک گھوڑے کی مانند پھیلتا ہے اور بادل کی
مانند بلند ہو کر گرجتا ہے۔ اے اگنی یگ جسکو کوئی نہیں روک سکتا اور جسکی تو ہر طرف سے
رکھشا کرنے والا ہے۔ دیوتاؤن کو پہنچتا ہے۔ اے اگنی جسقدر تیرے سے ہو سکے اپنی
نذر دینے والے کو فایدہ پہنچا۔ وہ یقیناً تیرے ہی پاس اے اینگرا واپس آویگا اگنی کے
وسیلے سے پوجاری کو ایسی آسودگی حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور جو
شہرت کا چشمہ اور انسان کی نسل بڑھانیوالی ہے اے اندر اے وایو یہ اگھ تمہارے
واسطے چھڑکا لیا ہے ہمارے واسطے کھانا لیکر ادہر آؤ۔ اے اندر جس کی استت سب کرتے
ہیں ایسا ہو کہ پھیلنے والے سوم کا رس تیرے میں سرایت کرے۔ اور تجھے فہم برتر حاصل کرنے
کیلیئے موثر ہو۔ جو کچھہ عمدہ تعریفین اور دیوتاؤں کی ہو سکتی ہیں اُن سب کا اندر ہی
مستحق ہے۔ جو لوگ اندر کا دھیان کرتے ہیں خواہ لڑائی میں یا حصول اولاد کے لئے
اور عاقل جو فہم کے طالب ہیں سب کی آرزو پوری ہوتی ہے اندر کا شکم سوم کا رس کثرت
سے پینے کے باعث سمندر کی مانند پھولتا ہے۔ اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ تر و تازہ
اندر سب دیوتاؤن سے طاقت میں زیادہ ہے۔ اور تمام دیوتاؤن پر اسکو فوقیت حاصل
ہے بڑے دیوتاؤن کو نمشکار چھوٹے دیوتاؤن کو نمشکار نوجوان دیوتاؤن کو نمشکار بوڑھے
دیوتاؤن کو نمشکار ہم سب دیوتاؤن کی حتے المقدور پوجا کرتے ہیں۔ اے اندر

وسیکا رشی کے پوتر جلد آ اور مجھ رشی کو بڑا مالدار کردے۔ (تمام پرانون کے شجرہ
مین لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوامتر تھا۔ اور سیا نا وید کا بہاشیکار اسکی وجہ بیان کرنے
کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرامنیکا میں
درج ہے کہ کوسیکا اشرا تھا کے پوتر نے یہ دل میں خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرا
بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تھا جس تپ کی جلد وہین خود اندر ہی نے اُس کے گھر جنم لے لیا
اور آپ ہی اسکا بیٹا بن گیا۔ اندر نے جسکی بہت انسان تعریف کرتے ہین متحرک ہوا ان کے
ہمراہ دہیون اور سیمیوں پر یعنے راکشوں پر حملہ آور ہو کر اپنے بجر سے اُن کو قتل کیا۔ من بعد
اُس نے اپنے گورے ہمراہیوں پر کھیت تقسیم کر دی اور سورج اور پانی کو رہا کیا۔ (اس جگہہ
گورے ہمراہیوں سے مراد جیسا کہ طرز وید کے ملازمات کی ہے پانی کے قطرے ہیں اور مطلب اس
شرتی کا یہ ہے کہ کرتہ زمہریر کی تاثیر سے قطرات پانی جو شکل میں گورے گورے معلوم ہوتے
ہیں بادل سے مترشح ہو کر کھیتون پر گر پڑے بعض کسی کھیت پر بعض کسی کھیت پر اور سب
پانی بہ گیا۔ اور سورج نکل آیا۔ فرنگستانی مفسرون نے یہ معنے کیے ہین۔ کہ آندر نے زعم
آریا لوگون کے آریا قوم پر جو بہ نسبت قدیم باشندون کے گورے رنگ کے تھے۔ کھیت اُن
قدیم لوگون کی تقسیم کر دی۔ مگر یہ معنے درست نہین ہین۔ وید کا سیاق سباق صریح اُنکے
برخلاف ہے۔ اے اندر تیرے ہی سبب خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب
ہو سکتی ہے اے بجر کے گھمانے والے چراگاہون کو سرسبز کر دے۔ اور بہت دولت عطا کر
ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لیئے رجوع
ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے اے
سورج اور چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو تم بہت
آدمیون کے فایدہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو بہتون کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ سورج کے
نکلنے پر ستارے معدات کے چورون کی مانند بھاگ جاتے ہیں ہم سورج دیوتا کے
پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤن درمیان نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے چاند ہمین بہت سے
بچا گناہ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا! ایسا ہو کہ تیری

قوت زیادہ ہو۔ اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مشکلون سے نجات دینے والا ہے
ہمارے مکان پر دلیر بہادرون کے ہمراہ آ۔ اے چاند اور اگنی تم مرتبے مین برابر ہو ہماری
تعریفون کو آپس مین بانٹ لو۔ کیونکہ تم ہمیشہ دیوتاؤن کے سردار ہی ہو مین جل دیوتا
کو جس مین ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں بلاتا ہون اور دریا جو بہ رہے ہین انکو نذرین چڑھانی
چاہیئین۔ ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہین اور وہ جو سورج کے شریک رہتے ہین
ہماری اس ریت پر مہربان ہون۔ اے دھرتی دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جائے تجھ
پر کانٹے نہ رہیں اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہو جائے اور ہمیں بڑی خوشی دے ایسا ہو
کہ ورونا دیوتا ہمارا خاص مہربان ہو جائے۔ ایسا ہو کہ متر اودیوتا ہماری نگہبانی
کرے ایسا ہو کہ بیدونون ملکر ہمین دولت مند کردین۔ اے نشنتری دیوتا اور تیری
بی بی یگ کے دیوتاؤن سے ہماری سفارش کرو۔ اے اگنی دیوتاؤن کو یہان لا
انکو ہین جگہہ بٹھا اور انہین آراستہ کر اور تو رتو دیوتا کا ہم پیالہ ہو۔ اے اگنی سرخ
گھوڑون کے سوامی یعنی لال لاٹون والے ہم سے خوش ہو کر تینتیس دیوتاؤن کو یہان
لا ہم اگنی کے جو مذہبی رسوم مین روشن کی جاتی ہے پرستش کرتے ہین عاقلون نے
تجھے اے اگنی تجھے دیوتاؤن کا بلانے والا کارکن پروہت بڑی دولت بخشنے
والا جلد سننے والا اور بہت مشہور پاکر اپنے یگوں میں رکھا ہے۔ اگنی ہوا سے بھڑک کر اور
مشتعل ہو کر بڑی بڑی لکڑیون مین باآسانی گھس جاتی ہے۔ اے اگنی جب تو سانڈھ کی طرح
بن مین گھس جاتی ہے تب تو جس طرف جائے تیرا راستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے یعنے لکڑیون
کو جلاکر بھسم کرتی جاتی ہے۔ اور سب چیزون کو جو آگے آتی ہین خواہ ساکن ہون یا متحرک
جلا دیتی ہے۔ مین اگنی کی جو ہر قسم کی دولت کا دینے والا ہے پوجا کرتا ہون۔ اگنی
جسمین ایسی روشنی ہے جو کہ اور کو حاصل نہیں ہو سکتی وہ یگ کے مکان میں سب کی زیبایش
ہے جیسے گھر کی زیبایش عورت ہوتی ہے۔ اگنی جو بن مین پیدا ہوا ہے اور انسان کا
دوست ہے اپنے پوجاری کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لئیق آدمی پر مہربانی کرتا ہے
ایسا ہو کہ وہ ہمپر مہربان ہو جب اے اگنی دیوتا تو خشک لکڑی کے رگڑ سے

سے پیدا ہوتی ہے تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہین ایسا ہو کہ وہ اگنی جو
رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے - اِس اپنے پوجاری کی خواہشون کو غور سے سنے ہمیشہ
انگلیان پیاری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہیں جیسے عورتیں اپنے خاوندوں سے کرتی ہین اے
اگنی جب کہ پجاری تجھے اپنے گھر میں روشن کرتا ہے اور تجھے بھوگ لگاتا ہے جس کی وہ
ہر روز خواہش رکھتا ہے تو اے اگنی دو طرح سے زیادہ ہو کر اسکی اوقات بسری کے لوازم
زیادہ کرتی ہے - ایسا ہو کہ قوت ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتوں اور
نامور پروہتوں کی خدمت کرنے والے کو بطور چشمہ حرارت مردی کے دی جاوے اور ایسا ہو کہ
اگنی سے اسکا مضبوط اور بے عیب اور جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو - ایسا ہو کہ اے اگنی تیرے
دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کرین ایسا ہو کہ وہ بدیادان جو تیری تعریف کرتے
ہیں اور تجھے روشن کرتے ہیں انکی عمر دراز ہو - ایسا ہو کہ ہم لڑائیون مین اپنے دشمنون کے
لوٹ حاصل کریں جل مین بوٹیان ہین اس واسطے اے برہمن جاری جل کی تعریف
کرنے مین مستعد ہو - اے جل تمام بیماریوں کے کھونے والی بوٹیون کو میرے بدن کے فایدہ
کے واسطے پکا - اندر کا ہتھیار اُس کے مخالفون پر پڑا اپنے تیز اور عمدہ تیر سے اُس نے
اُن کے شہر غارت کیئے تب اندر اپنا بجر لیکر ورترا کی جانب متوجہ ہوا اور اُسکو مار کر اپنی
طبیعت خوش کی - اے جنگل کے مالکو پسندیدہ صورت والو تم دونون ہمارا شیرین
سوم کا رس دل پسند ارگون سمیت اندر کے واسطے طیار کرو - سوم کے رس کا بقیہ
کرچھیون مین لاؤ - اور اُسکو کشا کی پتیون پر چھڑکو - اور جو باقی بچے اسکو گاے کی کھال
پر رکھدو یعنے ہتیلی پر جو کہ گاے کی کھال کا بنا ہوا ہوتا ہے اے سوم کی رس کے پینے والے
اندر گو ہم مستحق نہون پر تو ہمین ہزارہا عمدہ گوین اور گھوڑے دیکر مالا مال کر - اے خوبصورت
اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری شفقت ہمیشہ قایم رہتی ہے ہمین ہزارون
عمدہ گوین اور گھوڑے دے ہر ایک کو جو ہمین گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک جو ہمین
نقصان پہنچاتا ہے قتل کر اور ہمین ہزارون گھوڑے اور گوین دے اے اندر جو
ہماری بہتری میں راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمین خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور بہت دودھ

پینے والی گوین ہمارے ہاتھ آوین جنکے باعث سے ہم عیش عشرت مین مشغول رہین -
اے اندر اور اگنی مین جو دولت کا خواہش مند ہون تم دونون کو اپنے دل مین رشتہ
دار اور قرابتی تصور کرتا ہون - اور اگ جو تمنے مجھے عطا کیا ہے کسی دوسرے نے کبھی
نہین دیا اور اسطرح بہرہ مند ہوکر مین نے یہ منتر جس مین مین نے اپنی خوراک کی خواہش
ظاہر کی ہے تمہاری تعریف مین بنایا ہے - اے اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنے والو
خواہ پاتال لوگ برت لوگ یا سرگ لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور ارگ
پیو - اے اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنے والو خواہ سرگ لوگ پاتال لوگ یا
برت لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور کچلا ہوا ارگ پیو اے اندر اور
اگنی بجر گھمانے والو شہرون کے غارت کرنے والو ہمین دولت عطا کرو - لڑائیون مین ہماری
مدد کرو - ایسا ہو کہ متر ادیوتا - ورن دیوتا - ادتی دیوی - سمندر دیوتا
دھرتی دیوی - آسمان دیوتا - یہ سب ملکر ہماری اس دعا پر متوجہ ہون ملے
انسانون پر مہربانی کرنے والے اندر تو بھی مخلوق ہی ہے پر پیدائش کے وقت سے آج
تک کوئی تیرا نظیر نہین ہوا تو تینون لوگ اور تینون کرہ آتش اور تمام اس عالم کا جو
مخلوقات سے پر ہے سہارا دینے والا ہے - اے اندر جو سب دیوتون مین اول درجہ کا
دیوتا ہے - ہم تجھے بلاتے ہین - تو نے لڑائیون مین فتوحات حاصل کی ہین ایسا ہو کہ
اندر جو کہ کارساز تند اور تمام مانع چیزون کا جڑھ سے اکھاڑنے والا ہے ہمارے رتبہ کو
لڑائیون مین سب سے آگے رکھے - تو اے اندر فتح کرتا ہے لیکن لوٹ کو نہین روکتا چھوٹی
چھوٹی لڑائیون مین اور بڑی سخت لڑائیون مین ہم تجھے اے خونخوار میگو اہن اپنی حفاظت
کے لیئے تیز کرتے ہین - ایسا ہو کہ اندر ہمارا ساتھی ہو - اور ایسا ہو کہ ہم سیدھے رستے
سے خوراک کثیر حاصل کرین - اور ایسا ہو کہ متر ادیوتا - ورن دیوتا - ادتی دیوی
سمندر دیوتا - دھرتی دیوی اکاس دیوتا - ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت
کرین ہم سوم کا ارگ اسکو جو بہت سی مہمات کا سر کرنے والا سب دیوتاؤن سے اچھا
دیوتا نعمتون کا عطا کرنے والا سچی طاقت والا بہادر اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے

اور اُس شخص سے دولت چھین لیتا ہے۔ جو یگ نہین کرتا جیسے رہزن مسافر سے چھین
لیتا ہے۔ اور اُسی یگ کرنے والے کو دیتا ہے جو پڑھتے ہین اے اندر تیری سب تعریف
کرتے ہیں۔ ایسی کرپا کر کہ اور لوگون سے ہمین نقصان نہ پہنچے۔ تو بڑا طاقت والا ہے۔
زیادتی و تعدی سے ہمیں محفوظ رکھ۔ اے انسانون تمہاری ہر روزہ زندگی کا باعث
وہ اندر ہے جو صبح کی کرنون کے ساتھ بے عقل کو عقل دیتا ہے اور بے شکل کو شکل عطا کرتا
ہے۔ تو نے اے اندر ہمراہی مروت دیوتا یعنے ہوا جو ہر چیز کو اُڑا لیجاتی ہے اور دشوار
گذار مقامون مین پہنچ سکتی ہے۔ گوؤن کا کھوج لگایا جو غار مین چورون نے چھپا رکھی مین
ایسا ہو کہ اے مروت دیوتا تم دلبر اندر کے ہمراہ دونون خوشی مناتے ہوئے اور
یکسان شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہو۔ اے اجیت اندر ایسی لڑائیون مین ہماری
حفاظت کر کہ جہان سے بہت لوٹ ہمارے ہاتھ آوے ہم اندر کو جو ہمارے دشمنون کے
مقابلہ میں بجر کو گھماتا ہے۔ اور جو ہمارا مددگار رہے بہت فارغ البالی اور بے شمار دولت
حاصل کرنے کے لیئے بلاتے ہیں۔ اے مینھہ کے برسانے والے تمام خواہشون کے پورا
کرنے والے اس بادل کو کھولدے تو ہمیشہ ہماری درخواستین قبول کرتا رہا ہے۔ مینھہ
کے برسانے والا طاقت ور مالک اندر ہمیشہ درخواستین قبول کرنے والا انسانون کو
اپنی طاقت عطا کرتا ہے۔ جیسے سانڈھ گو ذکی دیوڑ کی حفاظت کرتا ہے۔ ہم اے اندر
جو کہ ہر جگہ انسانون مین موجود ہے تجھے بلاتے ہیں ایسا ہو کہ تو صرف ہمارا ہی ہو جائے
اے اندر تیری حمایت کا ہمارے پاس ایک ذاتی ہتھیار ہے جسکے وسیلے سے ہم اپنے مخالفون
پر ظفریاب ہو سکتے ہیں۔ اندر دیوتا بڑا طاقتور اور عالی رتبہ ہے ایسا ہو کہ قدر و منزلت
ہمیشہ بجلی بردار کے قبضہ میں ہے اُسکی جرار فوجین آسمان کی مانند ہمیشہ عظیم ہون
حقیقت مین اندر کے گانے کے لایق یا پڑھنے کے لایق تعریف بار بار کرنی چاہیے
تاکہ وہ سوما کارس پیے۔ اے اندر دیوتا یہان آ اور اقسام اقسام کے ارگون
سے اور کھانے سے سیر ہو کر اور قوت حاصل کر کر اپنے دشمنون پر ظفریاب ہو۔ اے اندر
نعمتون کے بخشنے والے اور اپنے پوجاریون کی دکشا کرنے والے مین نے تیری تعریف کی

ہے جو تجھ تک پہنچ گئی ہے ۔ اور جسکو تو نے منظور کیا ہے ۔ اے متمول اندر اس رسم
میں ہمین دولت حاصل کرنے کے لیئے دلیر کر کیونکہ ہم محنتی اور مشہور ہین ۔ اے اندر
ہمین بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخش جو مویشی اور خوراک اور زندگانی کا چشمہ ہے
اے اندر ہمین نامور کر اور ایسی دولت دے جو ہزارون طریقون سے حاصل ہو ۔ اور وہ
کھانے کی چیزین جو کھیتون سے چھکڑون مین آتی ہیں عطا کر ہم اندر کو اپنے مال کی حفاظت
کے واسطے مدح کر کر بلاتے ہین ۔ ایسا اندر جو دولت کا مالک ہے ۔ اور جسکی لوگ تعریف
کرتے ہیں اور جو یگ کرنے کی جگہ آمد و رفت رکھتا ہے ۔ اے ستا کرتو اندر شام وید
کے پڑھنے والے تیری استت کرتے ہین ۔ رگ وید کے پڑھنے والے تیری تعریف کرتے
ہین جو کہ تعریف کے لایق ہے اور برہمن تجھے بانس کی طرح بلند کرتے ہیں اندر
نعمتین بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے جس نے پہاڑ کی چوٹیون پر
سوم کا پودہ لا کر بہت پرستش کی ہے اس واسطے اندر مروت کی فوج کے ہمراہ آتا ہے ۔
اے سوم کی رس پینے والے اندر اپنے بڑے ایال والے مضبوط اور خوبصورت گھوڑون کو
جوت کر ہماری تعریفین سننے کے لیئے یہان آ ۔ اے باسو دیوتا ہماری اس پوجا
مین اگر شامل ہو ہمارے منتر اور تعریف اور دعایون کو قبول کر ہمارے یگ پر مہربان ہو اور
بہت خوراک دے ۔ منتر جو کہ ترقی کا باعث ہے اندر کی مہامیں بار بار پڑھنا چاہیے جو کہ
بہت سے دشمنون کو پراگندہ کرنے والا ہے تاکہ یہ طاقت ور دیوتا ہم اور ہماری اور ہمارے
دوستون سے شفقت سے بولے ہم اندر کی طرف اسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت
حاصل کرنے کے لیئے رجوع ہوتے ہین کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش ہماری رکشا کرنے
کے قابل ہے ۔ اے اندر جب کہ تو اپنے دشمنون کو غارت کرتا ہے اسوقت آسمان اور
زمین تجھے سہارا نہیں دے سکتے مینھ برسانا تیرے اختیار مین ہے ہمین بڑی فیاضی سے
گائین عطا کر اے تعریف کے مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے ہین
ایسا ہو کہ اس تعریف سے ۔ اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہ ہماری تعریف
تجھے پسند آوے ۔ تاکہ ہمین خوشی حاصل ہو ۔ ہم اگنی کو جو دیوتاؤن کا پیغمبر اور انکے

بلانے والا اور بہت ثروت والا اور اس یگ کا سمپورن کرنے والا ہی منتخب کرتے ہین۔
اے روشن اگنی ہمنے تجھے کبھی کا ہوم کرکے بلایا ہے ہمارے دشمنون کو جلا دے جنکے
محافظ ناپاک ارواح ہین۔ اُس اگنی کے یگ مین تعریف کرو کہ جو بڑا عاقل صادق اور روشن
ہے۔ اور بیماری کا کھونے والا ہے۔ اے روشن اگنی دیوتاؤن کے پیغمبر اُس نذرین
پیش کرنے والے کی حفاظت کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے۔ اے صاف کرنے والے اُس
شخص پر مہربان ہو جو دیوتاؤن کے خوش کرنے کے واسطے اگنی کی خدمت مین حاضر
ہوتا ہے۔ اے روشن اور صاف کرنے والے اگنی ہمارے یگ اور ہمارے بھوگ مین
دیوتاؤن کو لا۔ ہمنے تیری تعریف وہ منتر پڑھ کر کی ہے جو سب سے آخر تصنیف ہوا ہے
ہمین خوراک عطا کر اور دولت جو اولاد کا چشمہ ہے عنایت فرما۔ اے اگنی دیوتا ہمارا
بھوگ دیوتاؤن کو چڑھا اور ایسا ہو کہ نذرین دینے والے کو یعنے اگنی کو اُسکے عوض
مین علم نصیب ہوا۔ اے اگنی مع تمام دیوتاؤن کے سوم کا رس پینے کو ہماری پوجا مین
آ اور نذر پیش کر۔ اے دانا اگنی کانوا یعنی رشی لوگ تجھے بلاتے ہین اور تیرے گن
گاتے ہین۔ اے اگنی مع دیوتاؤن کے آ۔ اے اگنی نیک کامون کے ترقی دینے والون
کو یعنے دیوتاؤن کو جنکی ہم پوجا کرتے ہین اس نذرین معہ اُنکی بیبیون کے شریک کر
اے روشن زبان والے انہین سوم کا رس پینے کو دے۔ اُن دیوتاؤن کو جنکی ہم پرستش
اور تعریف کرتے ہیں سوم کا رس ارگ چڑھنی کے وقت پلا۔ اے اگنی دیوتا اپنی چالاک
اور طاقتور گھوڑیان جنکو نام روہت نامزد کرتے ہین اپنی رتھ مین جوت اور اُن کے وسیلے
یہان لا۔ اے اگنی انعام کے دینے والے اور رتو دیوتا کے ساتھ یگ مین حصہ لینے والا
گھر کی آگ ہو کر پوچاری کی خاطر دیوتاؤن کی پرستش کر۔ تجھے اے اگنی سوم کا رس پینے
کو شوق سے بلایا ہے مروت کو ساتھ لیکر آ۔ نہ کسی دیوتا کو اور نہ انسان کو اُس یگ
مین تجھے اختیار حاصل ہے جو کہ تیرے واسطے اے طاقت والے حاصل ہوا ہے اے اگنی مروت
کو ساتھ لیکر آ۔ اے اگنی دیوتاؤن کی خوبصورت رانیون کو اور توأشٹری کو سوم کا رس پینے
کے واسطے یہان لا۔ اے اگنی ہمارے اس بھوگ کی اور اِن نئے منترون کے دیوتاؤن تک

خبر کر۔ اے اگنی تو سب سے پہلے انگرا رشی تھا۔ تو دیوتا اور دیوتاؤن کا مددگار دوست تھا۔ تیرے
ہی یگ مین عاقل فہیم اور روشن ہتھیار والی مروت پیدا ہوئی تھی۔ اے اگنی تو جو سب سے پہلا
اور سب انگرون کا سردار ہے دیوتاؤن کی پوجا کو تیرے ہی باعث سے برکت حاصل
ہوتی ہے تو دانا ہے رنگ برنگ رنگون والا ہے۔ تمام دنیا کے فایدے کے واسطے ہی فہیم
ہے وہ دیایوں کی اولاد ہے اور انسان کے فایدے کے واسطے ابتک روپ دھارن کر
رکھے ہین اے ہوا پر فوقیت رکھنے والے اگنی اپنے پوجاری کو درشن دے تاکہ اُسکو
معلوم ہو کہ میری پوجا قبول ہوئی۔ تیرے بل سے اکاش اور دھرتی لرزان ہے۔ تو نے
اُس بوجھ کو اٹھایا ہے جسکے لیے پروہت مقرر کیا گیا تھا۔ تو نے بزرگ دیوتاؤن کی پرستش
کی ہے۔ تو اے اگنی خواہشون کی پورا کرنے والی ہے۔ اپنے پوجاریون کی دولت کی
زیادہ کرنے والی ہے۔ اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہیں۔ اس ہوم کے کرنے
والے کا نام کر دے۔ ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد ہو تو پھر ہم یہ رسم ادا کرین
دھرتی اکاش اور تمام دیوتاؤن سمیت ہمین بچا۔ اے اگنی اس ہماری غلطی کو اور اس
طریق کو جسمین ہم گمراہ ہو گئے معاف کر تیری تعریف کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تو اُن لوگون کی
جو تجھ کو تیرے لایق ارگ دیتے ہین حفاظت کرنے والی ہے۔ اے پاک اگنی جو بھوگ
لینے ہر طرف جاتی ہے۔ یگ کے کمرہ میں جو تیرے روبرو ہے جا جیسے پہلے زمانہ مین
منش انگرا اور ریتاتی یعنے راجگان سلف جاتے تھے۔ اور دیوتاؤن کو یہان لا اور اُنہین
پاک کشا پر بٹھا۔ اور اُن مین ایسا بلدان پیش کر جس سے وہ مشکور ہون اے اگنی تو
ہمارے اس منتر سے جو ہم اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق پڑھتے ہیں ترقی پا۔ اور ہمین
دولتمند کر اور ہمین نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے۔ ہم منتر پڑھکر طاقتور اگنی کو جسکی اور
رشی بھی تعریف کرتے ہین بہت آدمیون کے فایدہ کے واسطے جو دیوتاؤن کے پرستار
ہین مناتے ہین۔ آدمی اُس اگنی کی طرف رجوع لاتے ہین جو بل کے زیادہ کرنے
والی ہے۔ ہم اے اگنی نذرین چڑھا کر تیری پوجا کرتے ہیں۔ اے بہت خوراک دینے والی
ہم پر آج مہربان ہو اے اگنی تو خوشی کی دینے والی دیوتاؤن کے بلانے والی ا[illegible]

پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہین سب تیرے مین جمع
ہین - اے نوجوان اور نیک فال اگنی جو کچھ کہ ہم تجھکو پیش کرین تو ہمپر مہربان ہو کر یا تو لبا
یا کسی اور وقت طاقت ور دیوتاؤن کے پاس لیجا - اے اگنی اس طور پر تیرا پوجاری تیری
پوجا کرتا ہے - اور تو اپنی روشنی سے آپ روشن ہے آدمی بعد وسات کا روبار کرنے
والے پروہتون کی ہوم کر کر اس اگنی کو جو اُنکے دشمنون پر فتحیاب ہے روشن کرتے ہین اے
اگنی جو کہ فنا کرنے والی ہے تو نے اور دوسرے دیوتاؤن نے ملکر ورترا کو قتل کیا ہے
دیوتاؤن نے دھرتی اور سرگ اور اکاس کو مخلوقات کے واسطے فراخ رہنے کی جگہہ بنایا
ہے ایسا ہو کہ دولت والا اگنی بروقت ضرورت کے کانو اس طرح مہربان ہو جیسا کہ
لڑائی مین گھوڑا مویشی کے واسطے ہنہناتا ہے اُس اگنی کی کرنین جسکو کانوانے سورج
سے زیادہ روشن کر دیا ہے سرفرازی سے چمکتے ہیں - ہم اس کی تعریفین کرتے ہین
ہم اُسکو بلند کرتے ہین اے اگنی خوراک کے بخشنے والی ہمارے پر کر دے کیونکہ دیوتاؤن
کی دوستی تیرے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے - تو طرح طرح کی خوراکون کی مالک ہے ہمین
خوش کر کیونکہ تو بزرگ ہے - اے اگنی ہماری حفاظت کے لیے سورج دیوتا کی مانند
ہو سیدھی کھڑی ہو جا تو خوراک کی دینے والی ہے جسکے کارن ہم تجھے مہم پھر اکر بلاتے
ہیں اور بہت سی تجھے نذرین چڑھاتے ہیں - اے جوان اور چمکدار اگنی ہمین ناپاک
روحون سے اور کینہ ور آدمی سے جو بخشش نہین کرتا - اور موذی جانورون سے اور
اُن لوگون سے جو ہمارے مارنے کی فکر مین ہین بچا - اے اگنی تجھے منو نے انسان کی
بہت سی نسلون پر روشنی کرنے کے لیے روکا تھا تو جو یگ کے لیے پیدا ہوئی ہے اور
چڑھاوے سے سیر ہوتی ہے - تو جسکو سب آدمی نمشکار کرتے ہیں روشن ہو گئی ہے
اگنی کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہین تم اُنکا اعتماد نکرنا چاہیے وہ طاقتور
ناپاک روحون کو اور دیگر ہمارے مخالفون کو ہمیشہ ضرور بالکل جلا دیتے ہیں - اے
اگنی جو امیر ہے اور جو کہ تمام مخلوقات کی فریاد رسی کرنے والی ہے صبح سے نذرین دینے
والے کے پاس بہت قسم کی دولت معہ عمدہ گھر کے لا آج یہان دیوتاؤن کو اُٹھتے ہی لا

آج ہم اگنی کو جو پیغمبر مکانون کے دینے والی ہر دل عزیز دھوئین کے جھنڈے والی روشنی بخشنی والی اور علی الصباح جو پوجاری پوجا کرتا ہے۔ اُس کی حفاظت کرنے والی ہے منتخب کرتے ہین۔ مین اگنی کو جو سب دیوتاؤن سے بہتر اور کم عمر کا دیوتا ہے انسان کا مہمان ہے جسکو سب بلاتے ہین اور جو چڑھاوا چڑھانے والے کا رفیق ہے سب مخلوقات کو جانتا ہے پرت کال جھاگ کرتا ہون تاکہ وہ اور دیوتاؤن کو لیتے جائے۔ اے یگ کرنے والی اور سب کیا پی اگنی سب آدمی تجھے روشن کرتے ہین بہت لوگ بلاتے ہیں عاقل دیوتاؤن کو جلد ہی یہان لا۔ تو اے اگنی انسانون نے رگیون کی حفاظت کرنے والی ہے اور دیوتاؤن کی پیغمبر ہے۔ آج یہان دیوتاؤن کو جو صبح اُٹھتے ہیں۔ اور سورج کا دھیان کرتے ہیں لا۔ اے اسونون دیوتا تم صبح کے یگ کے واسطے جاگو ایسا ہو کہ وہ دونون دیوتا سوم کا رس پینے کے لیے یہان آدین ہم دونون اسونون کو جو دونو دیوتا ہین اور نہایت اچھے رتھ بان ہین اور ایک عمدہ گاڑی میں سوار ہوتے ہین۔ اور سرگ تک پہنچتے ہیں بلاتے ہیں۔ اے اسونون دیوتا اپنی چابک سے جو کہ تمہارے گھوڑون کی جھاگون سے تر ہے اور اسکے پھٹکار سے بڑی آواز ہوتی ہے۔ سوم کے ارگ کو ہلا دو۔ اے اسونون دیوتا ارگ چرخیپی والے کے رہنے کی جگہ جہان تم اپنے رتھ میں سوار ہو کر جاتے ہو۔ تم سے دور نہین ہے۔ مین سونے کے ہاتھ والے سورج کو اپنی حفاظت کے لیے بلاتا ہون وہ پوجاریون کا درجہ مقرر کرتا ہے۔ سورج کی جو پانی کا مددگار نہین ہے ہماری حفاظت کے لئے تعریف کرو۔ ہم اُس کی پوجا کرنے کے لیے آرزو رکھتے ہیں۔ دوستو بیٹھ جاؤ در حقیقت ہم سورج کی تعریف کرین گے۔ کیونکہ وہ در حقیقت دولت کا بخشنے والا ہے۔ عاقل ہمیشہ سورج کے اُس بڑے درجہ کا دھیان کرتے ہیں جب آنکھہ آسمان کی سیر کرتی ہے۔ دانا آدمی جو کہ ہوشیار رہتے ہیں اور تعریف کرنے میں بڑے سرگرم ہیں سورج کے اعلیٰ درجہ کی ہم تعریف کرتے ہین سرپ گیانی سورج دیوتا کو اُس کے گھوڑے بلندی پر لیجاتے ہین۔ تاکہ وہ تمام دنیا کو دکھلائی دے۔ تو اے سورج سب سے زیادہ چلتا ہے تو سب کو دکھلائی دیتا ہے۔ تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے تو اے

سورج مارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے۔ تو انسان کے روبرو نکلتا ہے اور تو اسطرح نکلتا ہے
کہ تمام دیولوگ تجھے دیکھ سکے۔ تو اُس روشنی کے ساتھ نمودار ہوتا ہے جسکے ساتھ تو صاف
کرنے والا برائی سے بچانے والا ہے۔ تو فراخ آسمان دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا
اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے۔ تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا
نمودار ہو کر اور سب سے بلند آسمان پر چڑھکر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھودے
روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھکر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہین جو دیوتاؤں کے درمیان
ایک چیدہ دیوتا ہے۔ اے چاند دیوتا تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کرنے والا ہے۔
تو اپنی قوتوں کے باعث سے صاحب طاقت اور سرب بیاپی ہے تو اپنی بخششوں کے
باعث نعمتوں کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے۔ تو نے اے انسان کے رہنما
یگ کے چڑھاؤں سے خوب پرورش پائی ہے۔ تیرے کام ورن راجہ کی مانند ہیں۔
تیرا کلام اے چاند بڑا ہے تو عزیز مترا دیوتا کی مانند سب کا صاف کرنے والا ہے تو اریمان
دیوتا کی مانند سب کا بڑھانے والا ہے۔ چونکہ تیرے وہ کلین ہیں جو تیرے سبب سے
آسمان زمین پہاڑیون اور پانی سب میں پرگٹ ہے اِس لیے اے چاند راجہ
ہمسے اچھی طرح پیش آ اور بلا خفگی ہماری نذرین قبول کر۔ تو اے چاند جو تعریف کا شایق
اور بیدون کا گرو ہے ہماری جان ہے اگر تو چاہیگا تو ہم نہین مرینگے تو اے چاند اُس شخص
کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا۔ دولت دیتا ہے تا کہ وہ اس سے خط اُٹھاوے
اور زندہ رہے۔ اے چاند راجا ہمین اُس سے جو نقصان پہنچانے کی فکر میں ہے محفوظ
رکھ تجھ جیسے دیوتا کا دوست کبھی نہیں مر سکتا۔ اے چاند دیوتا ہماری ایسی مدد
کر کر رکشا کر جس سے بھوگ لگانے والے کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری اس بلدان
کو اور تعریف کو قبول فرما کر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ۔ اور ہماری سیم کا ترقی
دینے والا ہو چونکہ ہم منترون سے واقف ہیں۔ اس سبب سے ہم تیری تعریف کرکر تیرا
رتبہ بڑھاتے ہیں۔ اے کرپا ندھان چاند ادھر آؤ۔ اے دولت بخشنے والے ہماری
کھونے والی دولت سے آگاہ خوراک کے بڑھانیوالے چاند دیوتا ہمارا ایک لایق مددگار ہو

اے چاند دیوتا ہمارے دلوں میں ایسا خوش رہ جیسے مویشی سبزہ زاروں میں یا انسان
اپنے گھروں میں خوش رہتا ہے۔ اے چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیرے میں ہر طرف سے
آوے۔ ہمارے واسطے خوراک مہیا کرنے میں سرگرم ہو۔ اے خوش چاند دیوتا سب بلوں کے
ساتھ بڑھتا جا۔ ہمارا دوست ہو۔ خوراک کی طرف سے آسودہ حالی بخش تا ہم پھلیں پھولیں چاند
دیوتا اُس شخص کو جو نذریں چڑھاتا ہے۔ دودھ والی گائے چالاک گھوڑا اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار
میں ہوشیار خانگی تعلقات میں ماہر مسند پوجا میں سرگرم مجلس میں لایق اور جو اپنے باپ
کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے۔ ہم اے چاند دیوتا تجھے رن میں اٹل ہزاروں آدمیوں
کی گروہوں میں لڑکر فتحیاب ہونے والا۔ لڑکر طاقت زایل ہونے دینے والا گیوں کے درمیان
پیدا اور روشن مکان میں رہنے والا مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہیں۔ تو نے اے چاند
دیوتا یہ پودے پانی کے اور گویں پیدا کی ہیں۔ تو نے کشادہ آسمان کو پھیلایا ہے۔ تو نے تاریکی
کو روشنی سے پراگندہ کر دیا ہے۔ اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتھ اپنی
دولت کا ایک حصہ دے۔ ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجھے دق نکر سکے تو کسی دو برابر کے
مخالفوں کی بہادری پر فوقیت رکھتا ہے۔ ہمیں رن میں ہمارے دشمنوں سے بچا
سورج روشن صبح کے ساتھ اس طرح آتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے چلتا
ہے۔ اسوقت دھرم آتما لوگ مقرری وقت کی رسموں کو کرتے ہیں۔ اور مبارک سورج کو اچھے انعام
کی خاطر پوجتے ہیں۔ یعنے اُس کی پرستش کرتے ہیں۔ سورج کی تیز رفتار ہمایوں فال ہاتھ
پاؤں کے مضبوط رستہ طے کرنے والے گھوڑے جنکی ہمنے پرستش کی ہے اور جو تعریف
کیے جانے کے مستحق ہیں۔ آسمان کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں۔ اور جلد زمین اور آسمان کے
گرد پھر آئے ہیں۔ ایسا دیوتا پن اور جلال سورج کا ہے۔ کہ جب وہ غروب ہو جاتا ہے وہ
پھیلی ہوئی روشنی کو جو ادھورے کام پر پھیلی ہوئی تھی۔ اپنے میں چھپا لیتا ہے جب وہ اپنے
گھوڑوں کو کھول دیتا ہے اُسوقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے۔ آفتاب متر دیوتا
اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکی
کرنیں ایک تو اُس کی بیحد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں

ب رات کی تاریکی لاتی ہین - آج دیوتا سورج کے نکلتے ہی ہمین نالایق باتون سے بچاوٗ - اور ایسا ہو کہ مترا دیوتا ورن دیوتا ادتی دیوی - سمندر دیوتا - دہرتی دیوی - اکاس دیوتا - اِس ہماری دعا کو متوجہ ہو کر سُنین -

اب ناظرین اس کتاب کے خود خیال فرمادین کہ اسقدر شرتیون سے جنکا ایک ذخیرہ کلان یہان لکھکر کئی صفحہ ہمنے سیاہ کیئے ہین - کیا کچھہ خدا کا بھی پتہ مل سکتا ہے اور حضرات آریہ سماج والے انصافاً ہمکو بتلا دین کہ رگوید نے اِن شرتیون مین اپنا منشا ظاہر کرنے مین کون سی بلاغت دکھلائی ہے - اور آپ ہی بولین کہ کیا اُسکی تقریر فصیح تقریرون کی طرح پرزور اور مدلل ہے یا پوچ اور لچر ہے منصفین پر پوشیدہ نہین کہ ان شرتیون مین بجائے اِس کے کہ حق الامر کو اپنی خوش بیانی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا اور راستی کے پھیلانے کے لیے کوشش کی جاتی - خود مضمون شرتیون کا ایسا بے سروپا اور مہمل ہے جس سے سامع اسکا ایک دبدہا مین پڑجاتا ہے کبھی ایک چیز کو خالق ٹھہراتا ہے اور اُس سے مرادین مانگتا ہے کبھی اُسی کو مخلوق بناتا ہے - اور دوسرے کی محتاج قرار دیتا ہے کبھی کسی کے لیے خدا کی صفتین قایم کرتا ہے - اور پھر اُسی کی طرف فانی چیزون کی صفتین منسوب کرتا ہے - اور ظاہر ہے کہ جس نے اسقدر کلام کو طول دیا اور پھر ماحصل اُسکا خاک بھی نہیں - نہ توحید کا مدعی ہوکر توحید کو بیان کیا ہے - نہ مخلوق پرستی کا مدعی ہوکر مخلوق پرستی کو بہ پایہ ثبوت پہنچایا ہے بلکہ سراسیمہ اور مخبط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بنیاد اور متناقض کی ہے کہ جس سے ہندو مذہب مین عجب طرح کی گڑبڑ پڑگئی ہے - اور کوئی کسی دیوتا کا پوجاری اور کوئی کسی دیوتا کا بھجن گارہا ہے - کیا ایسی تقریر سراپا فضول اور مہمل اس لایق ہو سکتی ہے کہ کوئی دانا اُسکو بلیغ و فصیح کہے - شاید بعض ہندو صاحب جنہون نے فقط وید کا نام سن رکھا ہے اور کبھی اُس مقدس کتاب کا درشن نہین کیا وہ دل مین یہ وسوسہ کرین کہ یہ شرتیان جو رگوید مین سے لکھی گئی ہین وہ صحیح طور پر نہیں لکھی گیئن یا شاید اُن سے بہتر وید مذکور مین اور شرتیان ہون گی جن مین وید نے وحدانیت آلٰہی کے بیان کرنے مین داد فصاحت دی ہوگی یا مخلوق پرستی کو فصیح اور مدلل تقریرین جو لازمہ فصاحت و

بلاغت ہے - عطا کیا ہوگا - سوایسے وسواسی آدمیون کے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ ہمنے
یہ تمام شرتیان رگوید سنتہا اشتک اول سکت سے ۱۱۵ سکت تک بطور نمونہ منتخب کر کے
لکھے ہیں - اگر کسی کو یہ دعوے ہو کہ وہ شرتیان صحیح نہین ہین تو اُسپر لازم ہے کہ جواسکی
دانست میں صحیح ترجمہ ہو وہ پیش کرے تا منصف لوگ آپ دیکھ لیں کہ یہ شرتیان
صحیح ہین یا اسکی پیش کردہ صحیح ہین - اور اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ اگرچہ یہ شرتیان مہمل اور بے
سر وپا ہین - مگر اُسی رگ وید مین ایسی شرتیان بہی پائی جاتی ہیں جن مین وحدانیت الٰہی
کا بیان نہایت صفائی اور شائستگی سے موجود ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ ہمراہ ان شرتیون
کے اُن شرتیون کو بہی پیش کرے - تاکہ اگر کسی طرح ہاتھ پاؤن مار کر ویدکی بلاغت و خوش
بیانی ثابت ہو سکے تو ثابت ہو جائے ہمکو کسی صاحب سے ناحق کی ضد نہین ہے ہم اپنے
سچے دل سے کہتے ہیں کہ ہمنے بڑی غور اور تدبر سے وید پر نظر کر کے اُسکو طریقہ شائستہ بیانی سے
بالکل دور اور مہجور پایا ہے اور ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہین کہ ایسی پراگندہ باتین کیونکر آریہ
سماج والون کے دلون کو بہا رہی ہیں - اور کیون وہ ایسے کچے اور پست خیالات پر فریفتہ
ہو رہے ہیں - اگر وید کا کلام باوجود اس فضول طوالت اور مہمل بیانی اور خبط مضمون کے
پھر بہی فصیح اور بلیغ ہی ہے تو پھر غیر فصیح کلام دنیا مین کس کو کہنا چاہیے - اور اگر آریہ سماج
والون کو یہ معلوم نہین کہ کلام فصیح کسے کہتے ہین تو لازم ہے کہ وہ ذرا آنکھ کھولکر بمقابلہ طول
طویل وید کے کلام کے جو اوپر تحریر ہو چکا ہے قرآن شریف کی چند آیات پر نظر ڈالین کہ کس
لطافت و ایجاز سے مسائل کثیرہ وحدانیت کو قلیل و دل عبارت مین بیان کرتا ہے اور
کس جہد و کوشش سے مسئلہ توحید کو دل مین بٹہاتا ہے اور کیسی فصیح اور مدلل تقریر سے
توحید الٰہی کو قلوب صافیہ مین منقش کرتا ہے کہ اگر اس کی مانند وید مذکور مین شرتیان موجود
ہون تو پیش کرنی چاہیین - ورنہ بیہودہ بک بک کرنا اور لاجواب رہکر پھر خبث اور شر سے باز
نہ آنا اُن لوگون کا کام ہے جن لوگون کو خدا اور ایمانداری سے کچھ بہی غرض نہین
اور نہ حیا اور شرم سے کچھ سروکار ہے اب یہان ہم بطور نمونہ بمقابلہ ویدکی شرتیون کے کسیقدر
آیات قرآن شریف جو وحدانیت الٰہی کو بیان کرتی ہین لکھتے ہین - تا ہر یک کو معلوم ہو جائے

کہ وید اور قرآن شریف مین سے کس کی عبارت مین لطافت اور ایجاز اور رزو ربیان پایا جاتا ہے
اور کس کی عبارت طرح طرح کے شکوک اور شبہات میں ڈالتی ہے اور فضول اور طول طویل
ہے اور آیات مدروصہ یہ ہیں۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِی الْاَرْضِ ع۳ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ
کُفُوًا اَحَدٌ ع۱ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ع۲ ما کان معہ من الہ
اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض ع۱۵ قل ادعوا الذین
زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ع۱۵
قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون ع۱۹ ان ولی اللہ الذی
نزل الکتب وھو یتولی الصالحین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون
نصرکم ولا انفسھم ینصرون ع۹ تسبح لہ السموت السبع والارض ومن
فیھن وان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم
ع۱۵ قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السموات وما
فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون
ع۱۲ انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت
وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا ع۶ ویجعلون للہ البنات سبحانہ
ولھم ما یشتھون ع۱۲ الکم الذکر ولہ الانثی تلک اذا قسمۃ ضیزی ع۱۷
یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم
تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءا وانزل من السماء
ماءا فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم
تعلمون ع۱ ھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ ع۲۵ ھو الاول
والاخر والظاھر والباطن لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار
لیس کمثلہ شی وھو السمیع البصیر خلق کل شی فقدرہ تقدیرا ع۱۸

له الحمد فی الاولی والاخرۃ وله الحکم والیه ترجعون ان الله لا
یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء فمن یرجوا لقاء
ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربه احدا لا تشرک
بالله ان الشرک لظلم عظیم ولا تدع مع الله الها اخر کل شیء ھالک
الا وجھه له الحکم والیه ترجعون وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و
بالوالدین احسانا وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک به
علم فلا تطعھما ان یمسسک بضر فلا کاشف له الا ھو وان
یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر وھو القاھر فوق عبادہ وھو
الحکیم الخبیر له دعوۃ الحق والذین یدعون من دونه لا یستجیبون
لھم بشیء الا کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغه وما دعاء
الکفرین الا فی ضلال من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنه یعلم
ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء
وھم من خشیته مشفقون ولله الاسماء الحسنی فادعوہ بھا
وذروا الذین یلحدون فی اسمائه سیجزون ما کانوا یعملون انما
تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افکا فاجتنبوا الرجس من
الاوثان واجتنبوا قول الزور الھم ارجل یمشون بھا ام لھم
اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون
بھا ولا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقھن
ان کنتم ایاہ تعبدون لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر
ولا اللیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون ان کل من فی السموات و
الارض الا اتی الرحمن عبدا ومن یقل منھم انی اله من دونه
فذالک نجزیه جھنم کذالک نجزی الظلمین فامنوا بالله و
رسله ولا تقولوا ثلثة انتھوا خیرا لکم انما الله اله واحد

یاایها الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله
لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان یسلبهم الذباب شیئا لا یستنقذوه
منه ضعف الطالب والمطلوب ماقدروا الله حق قدره ان الله لقوی عزیز
ان القوة لله جمیعا وجعلوا لله شرکاء الجن وخرقوا له بنین
وبنات بغیر علم سبحانه وتعالی عما یصفون وقالت الیهود
عزیر ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله ذالک قولهم بافواههم
یضاهئون قول الذین کفروا من قبل قاتلهم الله انی یوفکون اتخذوا
احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم وما امروا
الا لیعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما یشرکون ماکان لله
ان یتخذ ولدا سبحانه اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون
ان الذین امنوا والذین هادوا والصابئین والنصاری والمجوس
والذین اشرکوا ان الله یفصل بینهم یوم القیمة ان الله علی
کل شیء شهید الم تر ان الله یسجد له من فی السموات والارض والشمس
والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیه
العذاب -

ترجمہ اللہ جو جامع صفات کاملہ اور مستحق عبادت ہے اسکا
وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حی بالذات اور قایم بالذات ہے بجز اُس کے کوئی چیز
حی بالذات اور قایم بالذات نہیں ہے یعنے اُسکے بغیر کسی چیز میں یہ صفت پائی نہیں
جاتی کہ بغیر کسی علت موجدہ کے آپ ہی موجود اور قایم رہ سکے یا کہ اس عالم کی جو کمال حکمت
اور ترتیب محکم اور موزون سے بنایا گیا ہے علت موجبہ ہوسکے اور یہ امر اُس صانع عالم جامع
صفات کاملہ کی ہستی کو ثابت کرنے والا ہے - تفصیل اس استدلال لطیف کی یہ ہے
کہ یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ عالم کے اشیا میں سے ہر ایک موجود جو نظر آتا ہے اُسکا
وجود اور قیام نظراً علی ذاتہ ضروری نہیں - مثلاً زمین کروی الشکل ہے اور قطر اُسکا بعض کے
گمان کے موافق تخمیناً چار ہزار کوس بتحتہ ہے مگر اس بات پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوسکتی کہ کیوں

یہی شکل اور یہی مقدار اُس کے لیے ضروری ہے۔ اور کیون جایز نہین کہ اس سے زیادہ یا اس سے
کم ہو۔ یا برخلاف شکل حاصل کے کسی اور شکل سے متشکل ہو۔ اور جب اسپر کوئی دلیل قایم
نہ ہوئی تو یہ شکل اور یہ مقدار جسکے مجموعہ کا نام وجود ہے زمین کے لیئے ضروری نہوا اور
علی ہذ القیاس عالم کی تمام اشیاء کا وجود اور قیام غیر ضروری ٹھہرا اور صرف یہی بات نہین
کہ وجود ہریک ممکن کا نظراً الی ذاتہٖ غیر ضروری ہے بلکہ بعض صورتین ایسی نظر آتی ہین کہ اکثر چیزون
کے معدوم ہونے کے اسباب بھی قایم ہو جاتے ہین۔ پہر وہ چیزین معدوم نہین ہوتین
مثلاً باوجود اس کے کہ سخت سخت قحط اور وبا پڑتی ہین مگر پہر بھی ابتدا زمانہ سے تخم ہریک
چیز کا بچتا چلا آیا ہے۔ حالانکہ عندالعقل جایز بلکہ واجب تھا کہ ہزارہا شدائد اور حوادث مین
سے جو ابتدا سے دنیا پر نازل ہوتی رہی کبھی کبھی دفعہ ایسا ہی ہوتا کہ شدت قحط کے وقت
غلہ جو کہ خوراک انسان کی ہے بالکل مفقود ہو جاتا یا کوئی قسم غلہ کی مفقود ہو جاتی یا
کبھی شدت وبا کے وقت نوع انسان کا نام و نشان باقی نہ رہتا یا کوئی اور انواع حیوانات
مین سے مفقود ہو جاتے۔ یا کبھی اتفاقی طور پر سورج یا چاند کی کل بگڑ جاتی یا دوسری بے
شمار چیزون سے جو عالم کی درستی نظام کے لیئے ضروری ہین کسی چیز کے وجود مین خلل
راہ پا جاتا۔ کیونکہ کروڑہا چیزون کا اختلال اور فساد سے سالم رہنا اور کبھی اُن پر آفت نازل
نہ ہونا قیاس سے بعید ہے۔ پس جو چیزین نہ ضروری الوجود ہین نہ ضروری القیام بلکہ اُنکا
کبھی نہ کبھی بگڑ جانا ان کے باقی رہنے سے زیادہ تر قرین قیاس ہے۔ اُن پر کبھی زوال نہ
آنا اور احسن طور پر بہ ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ اُنکا وجود اور قیام پایا جانا اور کروڑہا
ضروریات عالم مین سے کبھی کسی چیز کا مفقود نہ ہونا صریح اس بات پر نشان ہے کہ ان
کے لیے ایک محیی اور محافظ اور قیوم ہے جو جامع صفات کاملہ یعنے مدبّر اور حکیم اور رحمان
اور رحیم اور اپنی ذات مین ازلی ابدی اور ہریک نقصان سے پاک ہے جسپر کبھی موت اور
فنا طاری نہین ہوتی۔ بلکہ اونگھہ اور نیند سے بھی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے پاک ہے
سو وہی ذات جامع صفات کاملہ ہے۔ جس نے اس عالم امکانی کو برعایت کمال حکمت
و موزونیت وجود عطا کیا۔ اور ہستی کو نیستی پر ترجیح بخشی۔ اور وہی بوجہ اپنی کمالیت

اور خالقیت اور ربوبیت اور قیومیت کے مستحق عبادت ہے۔ یہان تک تو ترجمہ اِس
آیت کا ہوا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی
السموات وما فی الارض اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ کس بلاغت اور لطافت
اور متانت اور حکمت سے اس آیت مین وجود صانع پر دلیل بیان فرمائی ہے۔ اور کسقدر
تھوڑے لفظون میں معانی کثیرہ اور لطایف حکمیہ کو کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اور ما فی السموات
وما فی الارض کے لیے ایسی محکم دلیل سے وجود ایک خالق کامل الصفات کا ثابت
کر دکھایا ہے۔ جسکے کامل اور محیط بیان کے برابر کسی حکیم نے آج تک کوئی تقریر
بیان نہین کی بلکہ حکما ر ناقص الفہم نے ارواح اور اجسام کو حادث بھی نہیں سمجھا
اور اس راز دقیق سے بے خبر رہے کہ حیات حقیقی ہستی حقیقی و قیام حقیقی صرف خدا ہی کے لیے
مسلّم ہے۔ یہ عمیق معرفت اسی آیت سے انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ جس مین خدا نے
فرمایا کہ حقیقی طور پر زندگی اور بقا زندگی صرف اللہ کے لیے حاصل ہے۔ جو جامع صفات
کاملہ ہے۔ اس کے بغیر کسی دوسری چیز کو وجود حقیقی اور قیام حقیقی حاصل نہین
اور اسی بات کو صانع عالم کی ضرورت کے لیے دلیل ٹھہرایا اور فرمایا لہ ما
فی السموت وما فی الارض یعنی جب کہ عالم کے لیے۔ نہ حیات حقیقی حاصل ہے
نہ قیام حقیقی تو بالضرور اُسکو ایک علت موجبہ کی حاجت ہے جسکے ذریعہ سے اُسکو حیات
اور قیام حاصل ہوا۔ اور ضرور ہے کہ ایسی علت موجبہ جامع صفات کاملہ اور مدبّر بالارادہ
اور حکیم اور عالم الغیب ہو۔ سو وہی اللہ ہے کیونکہ اللہ بموجب اصطلاح قرآن شریف کے
اس ذات کا نام ہے جو مستجمع کمالات تامہ ہے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف مین اللہ
کے اسم کو جمیع صفات کاملہ کا موصوف ٹھہرایا ہے اور جابجا فرمایا ہے۔ کہ اللہ وہ ہے جو
کہ رب العلمین ہے رحمان ہے رحیم ہے۔ مدبّر بالارادہ ہے حکیم ہے عالم الغیب ہے قادر مطلق
ہے۔ ازلی ابدی ہے۔ وغیرہ وغیرہ سو یہ قرآن شریف کی ایک اصطلاح ٹھہر گئی ہے
کہ اللہ ایک ذات جامع جمیع صفات کاملہ کا نام ہے اسی حیثیت سے اس آیت کے سر پر
بھی اللہ کا اسم لائے۔ اور فرمایا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم یعنے اس عالم بے ثبات

کا قیوم ذات جامع الکمالات ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ یہ عالم جس ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ سے موجود اور مترتب ہے۔ اُس کے لیے یہ گمان کرنا باطل ہے کہ انہیں چیزون مین سے بعض چیزین بعض کے لئے علت موجبہ ہو سکتی ہین۔ بلکہ اس حکیمانہ کام کے لئے جو سراسر حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ ایک ایسے صانع کی ضرورت ہے۔ جو اپنی ذات مین مدبر بالارادہ اور حکیم اور علیم اور رحیم اور غیر فانی اور تمام صفات کاملہ سے متصف ہو۔ سو وہی اللہ ہے جسکو اپنی ذات مین کمال تام حاصل ہے۔ پھر بعد ثبوت وجود صانع عالم کے۔ طالب حق کو اس بات کا سمجھانا ضروری تھا۔ کہ وہ صانع ہر ایک طور کی شرکت سے پاک ہے۔ سو اسکی طرف اشارہ فرمایا۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد الخ اس اقل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہین دیکھنا چاہیئے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر ایک قسم کی شراکت سے وجو حضرت باری کا منزہ ہونا بیان فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ شرکت از روے حصر عقلی چار قسم پر ہے کبھی شرکت عدد مین ہوتی ہے۔ اور کبھی مرتبہ مین اور کبھی نسب مین اور کبھی فعل اور تاثیر مین سو اس سورہ مین اُن چارون قسمون کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا۔ اور کھولکر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد مین ایک ہے دو یا تین نہین اور وہ صمد ہے یعنے اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے مین منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اُسکے تمام چیزین ممکن الوجود اور ہالک الذات ہین۔ جو اُس کی طرف ہر دم محتاج ہین۔ اور وہ لم یلد ہے۔ یعنے اُسکا کوئی بیٹا نہین تا بوجہ بیٹا ہونے کے اُسکا شریک ٹھہر جائے۔ اور وہ لم یولد ہے یعنے اُسکا کوئی باپ نہین تا بوجہ باپ ہونے کے اُسکا شریک بن جائے۔ اور وہ لم یکن لہ کفوا ہے۔ یعنے اُسکے کامون مین کوئی اُس کی برابری کرنے والا نہین۔ تا باعتبار فعل کے اُسکا شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدا تعالی چارون قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے۔ اور وحدہ لاشریک ہے پھر بعد اس کے اُسکے وحدہ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ وما کان معہ من الہ الخ یعنی اگر زمین آسمان مین بجز اُس ایک ذات جامع صفات کاملہ کے کوئی اَور بھی خدا ہوتا تو وہ دونو بگڑ جاتے

کیونکہ ضرور تہا کہ کبہی وہ جماعت خدایون کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے۔ پس اسی
جھوٹ اور اختلاف سے عالم مین فساد راہ پاتا۔ اور نیز الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد اُن مین سے
اپنی ہی مخلوق کی بھلائی چاہتا۔ اور اُن کے آرام کے لیے دوسرون کا برباد کرنا روا رکھتا
پس یہ بہی موجب فساد عالم ٹھہرتا۔ یہان تک تو دلیل لمی سے خدا کا وحدہ لاشریک ہونا
ثابت کیا۔ پہر بعد اس کے خدا کے وحدہ لاشریک ہونے پر دلیل انّی بیان فرمائی اور کہا
قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا الخ
یعنے مشرکین اور منکرین وجود حضرت باری کو کہہ اگر خدا کے کارخانے مین کوئی اور لوگ بہی
شریک ہین یا اسباب موجودہ ہی کافی ہین تو اسوقت کہ تم اسلام کے دلایل حقیت اور اُسکی
شوکت اور قوت کے مقابلہ پر مقہور ہو رہی ہو اُن اپنے شرکا کو مدد کے لیئے بلاؤ اور یاد رکھو کہ وہ
ہرگز تمہاری مشکل کشائی نکرین گے۔ اور نہ بلا کو تمہارے سر پر سے ٹال سکین گے۔ اے رسول اُن
مشرکین کو کہہ کہ تم اپنے شرکا کو جنکی پرستش کرتے ہو میرے مقابلہ پر بلاؤ۔ اور جو تدبیر میرے
مغلوب کرنے کے لیئے کر سکتے ہو۔ وہ سب تدبیرین کرو۔ اور مجھے ذرہ مہلت مت دو اور یہ بات
سمجھ رکھو کہ میرا حامی اور ناصر اور کارساز وہ خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا ہے اور
وہ اپنے سچے اور صالح رسولون کی آپ کارسازی کرتا ہے۔ مگر جن چیزون کو تم لوگ اپنی
مدد کے لیے پکارتے ہو وہ ممکن نہین ہے جو تمہاری مدد کر سکین اور نہ کچھ اپنی مدد کر سکتے
ہین پہر بعد اسکے خدا کا ہر یک نقصان اور عیب سے پاک ہونا قانون قدرت کے رو سے ثابت کیا
اور فرمایا تسبح له السموات السبع والارض ومن فیهن الخ یعنے ساتون آسمان اور زمین اور
جو کچھ اُن مین ہے خدا کی تقدیس کرتے ہین۔ اور کوئی چیز نہین جو اُس کی تقدیس نہین کرتی
پر تم اُن کی تقدیسون کو سمجھتے نہین یعنے زمین آسمان پر نظر غور کرنے سے خدا کا کامل اور
مقدس ہونا اور عیبون اور شریکون سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر اُن کے لیے جو کچھ
سمجھ رکھتے ہین پہر بعد اُس کے جزئی طور پر مخلوق پرستون کو ملزم کیا۔ اور اُنکا خطا پر ہونا ظاہر
فرمایا اور کہا۔ قالوا اتخذ الله ولدا سبحانه هو الغنی الخ یعنے بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا
بیٹا رکھتا ہے۔ حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہر ایک نقصان سے پاک ہے

وہ غنی اور بے نیاز ہے جسکو کسی کی حاجت نہین جو کچھ آسمان و زمین مین ہے سب اُسی کا ہے
کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جسکی تمھین تمہارے پاس کسی نوع کا علم نہین خدا کیون
بیٹون کا محتاج ہونے لگا۔ وہ کامل ہے اور فرایض الوہیت کے ادا کرنے کے لیے۔ وہ ہی
اکیلا کافی ہے کسی اور منصوبہ کی حاجت نہین۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹیان رکھتا ہے
حالانکہ وہ ان سب نقصانون سے پاک ہے۔ کیا تمہارے لیئے بیٹے اور اُس کے لیئے بیٹیان
یہ تو ٹھیک تقسیم نہ ہوئی۔ اے لوگو تم اُس خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کرو جس نے
تمکو اور تمہارے باپ دادون کو پیدا کیا۔ چاہیے کہ تم اُس قادر توانا سے ڈرو جس نے زمین کو
تمہارے لیئے بچھونا اور آسمان کو تمہارے لیے چھت بنایا۔ اور آسمان سے پانی اُتار کر طرح
طرح کے رزق تمہارے لیئے پہلوؤن مین پیدا کیئے۔ سو تم دیدہ و دانستہ انہین چیزون کو خدا
کا شریک مت ٹھہراؤ۔ جو تمہارے فایدہ کے لیئے بنائی گئی ہین۔ خدا ایک ہے جسکا کوئی شریک
نہین وہی آسمان مین خدا ہے۔ اور وہی زمین میں خدا وہی اول ہے اور وہی آخر۔ وہی ظاہر
وہی باطن آنکھین اُسکی کنہ دریافت کرنے سے عاجز ہین۔ اور اُسکو آنکھون کی کنہ معلوم ہے
وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اُس کی مانند نہین اور اُسکے خالق ہونے پر یہ دلیل
واضح ہے کہ ہر یک چیز کو ایک اندازہ مقرری مین محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود
اُس مالک خالق اور محدود کا ثابت ہوتا ہے۔ اُس کے لیئے تمام محامد ثابت ہین اور دنیا و آخرت
مین وہی منعم حقیقی ہے۔ اور اُسی کے ہاتھ مین ہر یک حکم ہے اور وہی تمام چیزون کا مرجع
و مآب ہے۔ خدا ہر ایک گناہ کو بخش دیگا جس کے لیئے چاہیگا۔ پر شرک کو ہرگز نہین بخشیگا
سو جو شخص خدا کی ملاقات کا طالب ہے اُسے لازم ہے کہ ایسا عمل اختیار کرے جس مین
کسی نوع کا فساد نہو۔ اور کسی چیز کو خدا کی بندگی مین شریک نہ کرے۔ تو خدا کے ساتھ کسی
دوسری چیز کو ہرگز شریک مت ٹھہراؤ خدا کا شریک ٹھہرانا سخت ظلم ہے تو بجز خدا کے کسی
اور سے مرادین مت مانگ۔ سب ہلاک ہو جاینگے۔ ایک اُسی کی ذات باقی رہیجاویگی۔ اُسی کے
ہاتھ مین حکم ہے۔ اور وہی تمہارا مرجع ہے۔ تیرے خدا نے یہ چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی
کر اور اپنے مان باپ سے احسان کرتا رہ اور اگر تجھے اس بات کی طرف بہکا دین کہ تو میرے شریک

کسی اور کو شریک ٹھہراوے - تو اُنکا کہا ست مان - اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو بجز خدا اور کوئی تیرا یار نہین - کہ اُس تکلیف کو دور کرے - اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچے تو ہر یک بھلائی کے پہنچانے پر خدا ہی قادر ہے - کوئی دوسرا نہین اُسی کا تمام بندون پر تسلط اور تصرف ہے - اور وہی صاحبِ حکمت کاملہ اور ہر یک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے تمام حاجتون کو اُس سے مانگنا چاہیے - اور جو لوگ بجز اُسکے اور اور چیزون سے اپنی حاجت مانگتے ہین وہ چیزین اُن کی دعاؤن کا کچھ جواب نہین دیتین - ایسے لوگون کی یہ مثال ہے جیسے کوئی پانی کی طرف دونون ہاتھ پھیلا کر کہے کہ اے پانی میرے منھ مین آجا - سو ظاہر ہے کہ پانی مین یہ طاقت نہین کہ کسی کی آواز سنے اور بخود بخود اُس کے منھ مین پہنچ جاوے - اسی طرح مشرک لوگ بھی اپنے معبودون سے عبث طور پر مدد طلب کرتے ہین - جسپر کوئی فایدہ مترتب نہین ہو سکتا - گو کوئی مقرب الٰہی ہو مگر کسی کی مجال نہین کہ خواہ نخواہ سفارش کر کے کسی مجرم کو رہا کراوے - خدا کا علم اُن کے پیش و پس پر محیط ہو رہا ہے - اور اُنکو خدا کے علوم سے صرف اُسی قدر اطلاع ہوتی ہے جن باتون پر وہ آپ مطلع کرے - اس سے زیادہ نہین اور وہ خداے تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہین - اور خدا کے تمام کامل نام اُسی سے مخصوص ہین اور اُن مین شرکت غیر کی جایز نہین - سو خدا کو اُنہین نامون سے پکارو جو بلا شرکت غیری ہیں - یعنے نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لیے وضع کرو - اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزون پر اطلاق کرو - اور اُن لوگون سے جدا رہو جو کہ خدا کے نامون مین شرکت غیر جایز رکھتے ہین - عنقریب وہ اپنے کامون کا بدلہ پاوینگے - تم اے مشرکو بجز خدا کے صرف بیجان بتون کی پرستش کرتے ہو - اور سراسر جھوٹ پر جم رہے ہو سو اس پلیدی سے جو بت ہین پرہیز کرو - اور دروغ گوئی سے باز آؤ کیا اُنکے پانوں ہین جن سے وہ چلتے ہین کیا اُن کے ہاتھ ہین جن سے وہ پکڑتے ہین - کیا اُن کی آنکھین ہین جن سے وہ دیکھتے ہین - کیا اُن کے کان ہین جنسے وہ سنتے ہین - اور تم سورج اور چاند کو بھی مت سجدہ کرو - اور اُس خدا کو سجدہ کرو جسنے ان سب چیزون کو پیدا کیا ہے - اگر حقیقی طور پر خدا کے پرستار ہو تو اُسی خالق کی پرستش کرو نہ مخلوق کی - سورج کو یہ طاقت نہین کہ چاند کی جگہ پہنچ جاوے - اور نہ رات دن کی

پر سبقت کر سکتی ہے - کوئی ستارہ اپنے فلک مقرری سے آگے پیچھے نہین ہو سکتا - زمین آسمان
مین کوئی بھی ایسی چیز نہین جو مخلوق اور بندہ خدا ہونے سے باہر ہو - اور اگر کوئی کہے کہ مین بھی
بمقابلہ خدا تعالی ایک خدا ہون - تو ایسے شخص کو ہم واصل جہنم کرین - اور ظالمون کو ہم بھی
سزا دیا کرتے ہین - سو تم خدا اور اُس کے پیغمبرون پر ایمان لاؤ - اور یہ مت کہو کہ تین ہین
باز آجاؤ یہی تمھارے لیے بہتر ہے - اے لوگو ایک مثال ہے تم غور کر کے سنو - جن چیزون
سے تم مرادین مانگتے ہو وہ چیزین تو ایک مکھی بھی نہین پیدا کر سکتین - اور اگر مکھی اُن سے کچھہ
چھین لے تو اُس سے چھڑا نہین سکتین - طالب بھی ضعیف ہین اور مطلوب بھی ضعیف یعنے
مخلوق چیزون سے مرادین مانگنے والے ضعیف العقل ہین - اور مخلوق چیزین جو معبود
ٹھہرائی گئی ہین - وہ ضعیف القدرت ہین - شرک لوگون نے جیسا چاہیئے تھا خدا کو شناخت
نہین کیا - وہ ایسا سمجھتے ہین - کہ گویا خدا کا کارخانہ بلا دوسرے شرکا کے چل نہین سکتا - حالانکہ
خدا اپنی ذات مین صاحب قوت تامہ اور غلبہ کاملہ ہے تمام قوتین اُسی کے لیئے خاص ہین اور
مشرک لوگ ایسے نادان ہین کہ جنات کو خدا کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اُس کے لیے بغیر کسی علم
اور اطلاع حقیقت حال کے بیٹے اور بیٹیان تراش رکھی ہین - اور یہود کہتے ہین عزیر خدا کا
بیٹا ہے اور نصاری مسیح کو خدا کا بیٹا بناتے ہین یہ سب اُن کے منہ کی باتین ہین جنکی صداقت
پر کوئی حجت قایم نہین کر سکتے بلکہ صرف پہلے زمانہ کے مشرکون کی ریس کر رہے ہین ملعونون نے
سچائی کا راستہ کیسا چھوڑ دیا اپنے فقیہون اور درویشون اور مریم کے بیٹے کو خدا ٹھہرا لیا ہے
حالانکہ حکم یہ تھا کہ فقط خدائے واحد کی پرستش کرو خدا اپنی ذات مین کامل ہے اُسکو کچھہ حاجت
نہین کہ بیٹا بناوے کون سی کسر اُس کی ذات مین رہ گئی تھی - جو بیٹے کے وجود سے پوری
ہو گئی - اور اگر کوئی کسر نہین تھی تو پھر کیا بیٹا بنانے مین خدا ایک فضول حرکت کرتا - جسکی اُسکو
کچھہ ضرورت نہ تھی - وہ تو ہر ایک عبث کام اور ہر ایک حالت ناتمام سے پاک ہے جب کسی
بات کو کہتا ہے ہو - تو ہو جاتی ہے - اہل اسلام جو ایمان لائے ہین جنھون نے توحید
خالص اختیار کی - اور یہود جنھون نے اولیا اور انبیا کو اپنا قاضی الحاجات ٹھہرا دیا اور مخلوق
چیزون کو کارخانہ خدائی مین شریک ٹھہرا لیا اور صابئین جو ستارون کی پرستش کرتے ہین

اور نصاری جنہون نے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور مجوس جو آگ اور سورج کے پرستار ہین
اور باقی تمام مشرک جو طرح طرح کے شرک مین گرفتار ہین۔ خدا ان سب مین قیامت کے دن
فیصلہ کر دیگا۔ خدا ہر یک چیز پر شاہد ہے اور خود مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا کوئی پوشیدہ
بات نہین یہ امر نہایت بدیہی ہے اور ہر یک شخص ذاتی توجہ سے دیکھ سکتا ہے۔ کہ جو کچھ
آسمان اور زمین مین اجرام فلکی اور اجسام ارضی و نباتات اور جمادات اور حیوانات اور عناصر
اور چاند اور سورج اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور طرح طرح کے جاندار اور انسان ہین جنکی
مشرک لوگ پوجا کرتے ہین یہ سب چیزین خدا کو سجدہ کرتی ہین یعنی اپنی ہستی اور بقا اور وجود
مین اُس کی محتاج پڑی ہوئی ہین اور بہ تذلل تمام اُس کی طرف جھکی ہوئی ہین اور ایک دم
اُس سے بے نیاز نہین پس انہین چیزون سے جو آپ ہی حاجتمند ہین حاجتین مانگنا
صریح گمراہی ہے۔ اور بعض انسان جو سرکش ہو جاتے ہین وہ بھی تذلل سے خالی نہین کیونکہ
اُسی دنیا مین طرح طرح کے آلام اور اسقام اور افکار اور ہموم کا عذاب اُن پر نازل ہوتا
رہتا ہے اور آخرت کا عذاب بھی اُن کے لیے طیار ہے پھر بجز خدا کے کونسی چیز ہے جسکے
وجود پر نظر کرنے سے صفت غنی اور بے نیاز ہونے کی اُسمین پائی جاتی ہے تا کوئی اُسکو اپنا معبود
ٹھہراوے۔ اور جبکہ کوئی چیز بجز خدا کے غنی اور بے نیاز نہین تو تمام مخلوق پرستون کا باطل
پر ہونا ثابت ہے۔ یہ چند آیات قرآن شریف ہین جنکو رگوید کی طول طویل شرتیون کے مقابلہ
پر ہمنے اس جگہ بیان کیا ہے۔ اب وید کی شرتیون مین جسقدر بفایدہ طوالت و فضول تقریر
اور بے سرو پا اور دہوکہ دینے والا مضمون اور غیر معقول باتین ہین بمقابلہ اُس کے دیکھنا چاہیے
کہ کیونکر قرآن شریف کی آیات مین بکمال ایجاز و لطافت توحید کے ایک عظیم الشان دریا کو
مع دلایل عقلیہ اور براہین فلسفیہ اقل قلیل الفاظ مین بھر دیا ہے۔ اور کیونکر مدلل اور موجز
عبارت مین تمام ضروریات توحید کا ثبوت دیکر طالبین حق پر معرفت الٰہی کا دروازہ کھولدیا ہے
اور کیونکر ہر یک آیت اپنے پر زور بیان سے مستعد دلون پر پورا پورا اثر ڈال رہی ہے
اور اندرونی تاریکیون کو دور کرنے کے لیے اعلیٰ درجہ کی روشنی دکھلا رہی ہے۔ اسی جگہ سے
دانا انسان سمجھ سکتا ہے کہ کس کتاب مین بلاغت اور خوش بیانی اور زور تقریر پایا جاتا ہے

اور کونسی کتاب کلام بلیغ اور فصیح سے محروم ہے - نیک دل اور منصف انسان جب بہ نیت
مقابلہ و موازنہ وید اور قرآن شریف کی عبارت پر نظر ڈالیگا تو اُسے فی الفور یہ دکھائی دیگا
کہ وید اپنی عبارت مین ایسا کچا اور ناتمام ہے - کہ پڑھنے والے کے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا
کرتا ہے - اور خدا تعالی کی نسبت انواع واقسام کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے - اور کسی جگہ
اپنے دعوی کو طاقت بیانی سے واضح کرکے نہین دکھلاتا اور نہ پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ
یہ خود معلوم ہی نہین ہوتا کہ اُسکا دعوی کیا ہے - اور اگر کچھ معلوم بھی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی
اور سورج اور اندر وغیرہ کی پرستش کرانا چاہتا ہے اور اسپر بھی کوئی حجت اور دلیل پیش نہین
کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزون کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہوگیا اور پھر باوجود اس مہمل بیانی
کے چارون وید اسقدر لمبی اور طول طویل عبارت مین لکھے گئے ہین جنکا مطالعہ شاید کوئی
بڑا محنتی آدمی بشرطیکہ اُس کی عمر بھی دراز ہو کر سکے اور بمقابلہ اُسکے جب منصف آدمی قرآن شریف
کو دیکھے - تو فی الفور اُسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف مین ایجاز کلام اور اقل و دل بیان مین
جو لازمہ ضروریہ بلاغت ہے وہ کمال دکھلایا ہے کہ وہ باوجود احاطہ جمیع ضروریات دین اور استیفا
تمام دلایل و براہین کے اسقدر حجم مین قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ
مین ابتدا سے انتہا تک بفراغ خاطر اسکو پڑھ سکتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ یہ بلاغت قرانی
کسقدر بھارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحر ذخار کو تین چار جزو مین لپیٹ کر دکھلا دیا ہے اور
حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات مین بھر دیا ہے کیا کبھی کسی نے دیکھا یا سنا
کہ اسقدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتون پر مشتمل ہو - کیا عقل کسی عاقل کی انسان کے
لیے یہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تھوڑے سے لفظون مین ایک دریا حکمت کا بھر دے جس سے
علم دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو - یہ واقعی اور سچی باتین ہین جنکو ہم لکھے ہین جب انکا ہو
وہ بمقابلہ ہمارے امتحان کرلے - اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وید کا کلام ایک اور ضروری
نشانی سے جو کلام الٰہی کے لیئے لابدی و لازمی ہے خالی ہے اور وہ یہ ہے - کہ وید مین پیش
گوئیون کا نام و نشان نہین اور وید ہرگز اخبار غیبیہ پر مشتمل نہین ہے حالانکہ جو کتاب خدا کا
کلام کہلاتی ہے اُس کے لیئے یہ ضروری بات ہے کہ خدا کے انوار اُس مین ظاہر ہون یعنے

جیسے خدا تعالیٰ عالم الغیب اور قادر مطلق بے مثل و بے ہمتا ہے ویسا ہی لازم ہے کہ اُسکا کلام
جو اُس کی صفات کاملہ کا آئینہ ہے صفات مذکورہ کو اپنی صورت حالی مین ثابت کرتا ہو ظاہر
ہے کہ خدا کے کام سے بہی علتِ غائی ہے کہ تا کہ اُسکے ذریعہ سے کامل طور پر خدا کی ذات
اور صفات کا علم حاصل ہوا اور تا انسان وجوہات قیاسی سے ترقی کرکے عین الیقین بلکہ
حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ یہ مرتبہ علمی تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ
جب خدا کا کلام طالب حقیقت کو صرف عقل کے حوالہ نکرے ۔ بلکہ اپنی ذاتی تجلیات سے ہر یک
عقیدہ کو کھولدے مثلاً بہت سی پیش گوئیان اور اخبار غیبیہ بیان کرکے اور پہر اُنکا پورا
ہونا دکھلا کے صفت عالم الغیبی کی جو خدائے تعالیٰ مین پائی جاتی ہے طالب حق پر ثابت
کرے علیٰ ہذا القیاس اپنے تابعین کو پوری پوری مدد کا وعدہ دیکر اور پہر اُن وعدون کو پورا
کرکے اپنا قادر اور صادق اور ناصر ہونا بپایہ ثبوت پہنچاوے ۔ لیکن ان باتون مین سے
وید مین کوئی بہی نہین ۔ بشرطیکہ کوئی انصاف پر آوے اور غور اور فکر سے نگاہ کرے تو اُسپر
ظاہر ہو گا ۔ کہ وید مین ان نشانیون مین سے کوئی نشانی پائی نہین جاتی ۔ اور جب تکمیل
علمی کے لیے کلام آلہی نازل ہوتا ہے اُس تکمیل کا سامان وید کے پاس موجود نہین ۔ بلکہ
سچ تو یہ ہے ۔ کہ جسقدر عقلی طور پر ایک عقلمند آدمی معرفت آلہی کے لیے سامان طیار کرتا ہے
اور حتی الوسع والطاقت اپنے قدم کو غلطی اور خطا سے بچاتا ہے وہ مرتبہ بہی وید کو حاصل نہین
اور وید کے اصول ایسے فاسد اور بدیہی البطلان ہین کہ دس برس کا بچہ بہی بشرطیکہ
تعصب اور ضد نکرے اُنکی غلطی اور براہی پر شہادت دے سکتا ہے ۔ پہر یہ بہی جاننا چاہیے
کہ جن روحانی تاثیرات پر فرقان مجید مشتمل ہے ۔ اُن سے بہی وید بکلی محروم اور تہید ست ہے
تفصیل اسکی یہ ہے کہ فرقان مجید باوجود اُن تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطہ حکمت
و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات مین ایسی رکھتا ہے کہ اُسکا سچا اتباع انسان
مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول آلہی اور قابل خطاب حضرت عزت
بنا دیتا ہے ۔ اور اُسمین وہ انوار پیدا کرتا ہے ۔ اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اُسکے
شامل حال کر دیتا ہے ۔ کہ جو اغیار مین ہرگز پائی نہین جاتین اور حضرت احدیت کی طرف سے

وہ لذیذ اور پُر از رحم کلام اُسپر نازل ہوتا ہے جس سے اُسپر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچا یا گیا ہے کہ جو محبوبان الٰہی کے لیے خاص ہین اور اُن ربانی خوشنودیون اور مہربانیون سے بہرہ یاب ہوگیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اُس سے پہلے گذر چکے ہین اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام محبتون کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل مین بہتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ مین مشاہدہ کرتا ہے جسکو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ مین بیان کر سکتا ہے اور انوار الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ مین اور کبھی علوم و معارف کی صورت مین اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ مین اُسپر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہین یہ تاثیرات فرقانِ مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہین اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین آیا اسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہین اور پہنچتے جاتے ہین اور خدا تعالیٰ اسقدر اُن پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات و تفضلات وارد کرتا ہے۔ اور اپنی حمایتین اور عنایتین دکھلاتا ہے۔ کہ صافی نگاہون کی نظر مین ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظرِ احدیت سے ہین۔ جنپر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے۔ اور دیکھنے والون کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادات سے سرفراز ہین اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہین اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہین۔ اور مقبولیت کے فخرون سے مفتخر ہین اور قادر مطلق کا نور اُنکی صحبت مین اُنکی توجہ مین۔ ان کی ہمت مین اُن کی دعا مین اُن کی نظر مین اُن کے اخلاق مین اُنکی طرز معیشت مین اُن کی خوشنودی مین اُن کے غضب مین اُنکی رغبت مین اُنکی نفرت مین اُن کی حرکت مین اُن کے سکون مین اُن کے نطق مین اُن کی خاموشی مین اُن کے ظاہر مین اُن کے باطن مین ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف

اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بہرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے فیض صحبت اور ارتباط
اور محبت سے وہ باتین حاصل ہو جاتی ہین کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہین ہو سکتین
اور اُن کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا
کر لیتی ہے ۔ اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے مین ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور شوریدگی
اور امارگی نفس کی رو بکمی ہونے لگتی ہے ۔ اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے ۔
اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے ۔ اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے
اور التذاذ بذکر اللہ بڑھتا جاتا ہے ۔ اور اُنکی صحبت طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے ۔
کہ وہ اپنی ایمانی قوتون مین اور اخلاقی حالتون مین اور انقطاع عن الدنیا مین اور توجہ
الی اللہ مین اور محبت الٰہیہ مین اور شفقت علی العباد مین اور وفا اور رضا اور استقامت
مین اُس عالی مرتبہ پر ہین جسکی نظیر دنیا مین دیکھی نہین گئی اور عقل سلیم فی الفور معلوم
کر لیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُن کے پاؤن سے اُتارے گئے ہین جن مین دوسرے لوگ گرفتار
ہین اور وہ تنگی اور انقباض اُن کے سینے سے دور کیا گیا ہے جسکے باعث سے دوسرے لوگون کے
سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہین ۔ ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرات احدیت سے
بکثرت مشرف ہوتے ہین ۔ اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہین اور حق
جل وعلا اور اسکے مستعد بندون مین ارشاد اور ہدایت کے لیے واسطہ گردانے جاتے
ہین اُن کی نورانیت دوسرے دلون کو منور کر دیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے
نباتی قوتین جوش زن ہو جاتی ہین ۔ ایسا ہی اُن کے ظہور سے فطرتی نور طبایع
سلیمہ مین جوش مارتے ہین اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے ۔ کہ اپنی سعادتمندی
کی استعدادون کو بکوشش تمام منصہ ظہور مین لاوے اور خواب غفلت کے پردون سے
خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغون سے اور جہالت اور بیخبری کی ظلمتون سے
نجات حاصل کرے ۔ سو اُن کے مبارک عہد مین کچھ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھہ
اس قسم کا انتشار نورانیت ہو جاتا ہے کہ ہر یک مومن اور طالب حق بقدر طاقت
ایمانی اپنے نفس مین بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق و بیداری کا پاتا ہے

اور ہمت کو زیادت اور قوت مین دیکھتا ہے غرض اُنکے اس عطر لطیف سے جو اُنکو کامل متابعت
کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہر یک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظ پہنچتا ہے۔ ہان جو لوگ شقی
ازلی ہین وہ اس سے کچھہ حصہ نہین پاتے۔ بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت مین بڑھکر ہاویہ
جہنم مین گرتے ہین اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے ختم اللہ علی قلوبھم پھر
ہم اسی تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی غرض سے دوسرے لفظون مین دہرا کر یہ تفصیل
لکھتے ہین۔ کہ متبعین قرآن شریف کو جو انعامات ملتے ہین اور جو مواہب خاصہ اُن کے
نصیب ہوتے ہین اگرچہ وہ بیان اور تقریر سے خارج ہین۔ مگر اُن مین سے کئی ایک ایسے انعامات
عظیمہ ہین جنکو اس جگہ مفصل طور پر بغرض ہدایت طالبین بطور نمونہ لکھنا قرین مصلحت ہے چنانچہ وہ
ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

ازان جملہ علوم و معارف ہین جو کامل متبعین کو خوان نعمت فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہین جب
انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کو اُس کے امر اور نہی کے
بکلی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اُس کی ہدایتون مین غور کرتا ہے اور کوئی اغراض
صوری یا معنوی باقی نہین رہتے۔ تب اُسکی نظر اور فکر کو حضرت فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا
کیا جاتا ہے۔ اور ایک لطیف عقل اُسکو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطایف اور نکات
علم الٰہی کے جو کلام الٰہی مین پوشیدہ ہین اُسپر کھلتے ہین اور ابر نیسان کے رنگ مین معارف
دقیقہ اُس کے دل پر برستے ہین وہی معارف دقیقہ ہین جنکو قرآن مجید مین حکمت کے نام سے موسوم
کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا
کثیرا یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو خیر کثیر دی گئی ہے یعنے
حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اُس نے خیر کثیر کو پا لیا سو یہ علوم و معارف
جو دوسرے لفظون مین حکمت کے نام سے موسوم ہین یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ مین
ہین جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیے جاتے ہین۔ اور اُن کے فکر اور نظر مین ایک ایسی برکت رکھی
جاتی ہے جو اعلی درجہ کے حقایق حقہ اُنکے نفس آئینہ صنعت پر منعکس ہوتے رہتے ہین اور کامل
صداقتین اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہین اور تائیدات الٰہیہ ہر یک تحقیق و تدقیق کے وقت

کچھ ایسا سامان اُن کے لیے میسر کردیتی ہے جس سے بیان اُنکا ادھورا اور ناقص نہین رہتا
اور نہ کچھ غلطی واقع ہوتی ہے۔ سو جو علوم معارف و دقایق حقایق و لطایف و نکات و ادلہ و
براہین اُنکو سوجھتے ہین وہ اپنی کمیت اور کیفیت مین ایسے مرتبہ کاملہ پر واقع ہوتے ہین۔ کہ جو
خارقِ عادت ہے اور جسکا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگون سے ممکن نہین کیونکہ وہ اپنے آپ
ہی نہین بلکہ تفہیم غیبی اور تائیدِ صمدی اُنکے پیش رو ہوتی ہے۔ اور اُسی تفہیم کی طاقت سے وہ
اسرار اور انوار قرآنی اُنپر کھلتے ہین کہ جو صرف عقل کی دود آمیز روشنی سے کھل نہین سکتے۔ اور یہ
علوم و معارف جو اُنکو عطا ہوتے ہین۔ جن سے ذات اور صفات الٓہی کے متعلق اور عالم معاد کی
نسبت لطیف اور باریک باتین اور نہایت عمیق حقیقتین اُن پر ظاہر ہوتی ہین۔ یہ ایک روحانی
خوارق ہین جو بالغ نظرون کی نگاہون مین جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہین بلکہ غور
کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندون کی نظر مین انہین
خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور وہی خوارق اُن کی منزلت عالیہ کی زینت اور آرایش اور اُنکے
چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہین کیونکہ انسان کی فطرت مین داخل ہے کہ علوم و
معارف حقہ کی ہیبت سب سے زیادہ اُسپر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ
اُسکو پیاری ہے اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحب مکاشفات ہے اور
اخبار غیبیہ بھی اُسے معلوم ہوتے ہین اور ریاضات شاقہ بھی بجا لاتا ہے اور کئی اور قسم کے خوارق
بھی اُس سے ظہور مین آتے ہین مگر علم الٓہی کے بارہ مین سخت جاہل ہے۔ یہان تک کہ حق
اور باطل مین تمیز ہی نہین کرسکتا۔ بلکہ خیالات فاسدہ مین گرفتار اور عقاید غیر صحیحہ مین مبتلا ہے
ہر ایک بات مین خام اور ہر ایک رائے مین فاش غلطی کرتا ہے۔ تو ایسا شخص طبایع کی نظر مین نہایت
حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا اس کی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی
ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اُس کے منہ سے سن لیتا ہے تو فی الفور اُس کی طرف سے دل متنفر
ہو جاتا ہے اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر مین کسی طور سے قابل تعظیم نہین ٹھہر سکتا۔ اور گو کیسا ہی
زاہد عابد کیون نہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ
خوارق روحانی یعنے علوم و معارف اُسکی نظر مین اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور اکابر دین

کی شناخت کے لیئے علامات خاصہ اور ضروریہ ہین پس یہ علامتین فرقان شریف کی کامل تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہین اور باوجودیکہ اُن مین اکثرون کی سرشت پر امیّت غالب ہوتی ہے۔ اور علوم رسمیہ کو باستیفا حاصل نہین کیا ہوتا۔ لیکن نکات اور لطایف علم الٰہی مین اسقدر اپنے ہمعصرون سے سبقت لیجاتے ہین کہ لبسا اوقات بڑے بڑے مخالف اُن کی تقریرون کو سنکر یا اُن کی تحریرون کو پڑھکر اور دریاے حیرت مین پڑکر بلا اختیار بول اُٹھتے ہین۔ کہ اُن کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہین جو تائیدات الٰہی کے رنگ خاص مین رنگین ہین۔ اور اُسکا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الٰہیات کے مباحث مین سے کسی بحث مین اُنکی محققانہ اور عارفانہ تقریرون کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہے۔ تو اخیر پر بشرط انصاف و دیانت اُسکو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ صداقت حقہ اُسی تقریر مین تھی جو اُن کے منہ سے نکلی تھی۔ اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائیگی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئینگے جنسے روز روشن کی طرح اُنکا سچا ہونا کھلتا جائیگا۔ چنانچہ ہر یک طالب حق پر اُنکا ثبوت ظاہر کرنے کے لیئے ہم آپ ہی ذمہ وار ہین از انجملہ ایک عصمت بھی ہے جسکو حفظ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور یہ عصمت بھی قرآن مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسے نالایق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہین جن مین دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہین اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الٰہیہ جلد تر اُنکا تدارک کر لیتی ہے یہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے۔ جسکا حاصل ہونا بجز توجہ الٰہی ممکن نہین۔ مثلاً اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغ گوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفون اور پیشون مین قطعی طور پر باز رہے۔ تو یہ اُسکے لیے مشکل اور ممتنع ہو جاتا ہے بلکہ اس کام کے کرنے کے لیئے کوشش اور سعی بھی کرے تو اسقدر موانع اور عوایق اُسکو پیش آتے ہین کہ بالآخر خود اُسکا یہ اصول ہو جاتا ہے۔ کہ دنیاداری مین جھوٹ اور خلاف گوئی سے پرہیز کرنا ناممکن ہے۔ مگر اُن سعید لوگون کے

لیے جو سچی محبت اور پرجوش ارادت سے فرقان مجید کی ہدایتون پر چلنا چاہتے ہین صرف
یہی امر آسان نہین کیا جاتا کہ وہ دروغ گوئی کی قبیح عادت سے باز رہین بلکہ وہ ہر ناکردنی
اور ناگفتنی کے چھوڑنے پر قادر مطلق سے توفیق پاتے ہین اور خداتعالی اپنی رحمت کاملہ سے
ایسی تقریبات شنیعہ سے انکو محفوظ رکھتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے مظون مین پڑین کیونکہ
وہ دنیا کا نور ہوتے ہین اور اُنکی سلامتی مین دنیا کی سلامتی اور اُنکی ہلاکت مین دنیا کی
ہلاکت ہوتی ہے اسی جہت سے وہ اپنے ہریک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور
خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر مین تمام نالایق باتون اور
فاسد خیالون اور نادرست علمون اور ناجایز عملون اور بیجا فہمون اور ہریک افراط اور تفریط
نفسانی سے بچائے جاتے ہین اور کسی مذموم بات پر ٹھہرنا نہین پاتے ۔ کیونکہ خود خداوند
کریم انکی تربیت کا متکفل ہوتا ہے ۔ اور جس شاخ کو اُس کے شجرہ طیبہ مین خشک دیکھتا ہے
اُسکو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے ۔ اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی نگرانی
کرتی رہتی ہے ۔ اور یہ نعمت محفوظیت کی جو اُنکو عطا ہوتی ہے یہ بھی بغیر ثبوت نہین ۔ بلکہ
زیرک انسان کسی قدر صحبت سے اپنی پوری تسلی سے اُسکو معلوم کرسکتا ہے ۔ ازان جملہ ایک
مقام توکل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے اُنکو قایم کیا جاتا ہے اور ان کے غیر کو وہ چشمہ صافی
ہرگز میسر نہین آسکتا ۔ بلکہ انہین کے لیے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نور معرفت
ایسا اُنکو بھائے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی مین ہوکر اور اسباب
عادیہ سے بکلی اپنے تئین دور پاکر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر
کرتے ہین اور ایسی خوشحالی سے دن کاٹتے ہین کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزاین ہین
ان کے چہرون پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی
دکھائی دیتی ہے ۔ اور تنگیون کی حالت مین بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ
کریم پر بھروسہ رکھتے ہین ۔ سیرت ایثار انکا مشرب ہوتا ہے ۔ اور خدمت خلق اُن کی عادت
ہوتی ہے اور کبھی انقباض اُنکی حالت مین راہ نہین پاتا ۔ اگرچہ سارا جہان اُنکا عیال
ہو جائے ۔ اور فی الحقیقت خداتعالی کی ستاری مستوجب شکر ہے ۔ جو ہر جگہ اُن کی پردہ

پوشی کرتی ہے اور قبل اسکے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو اُنکو دامن عاطفت مین
لے لیتی ہے۔ کیونکہ اُن کے تمام کامون کا خدا متولی ہوتا ہے جیسا کہ اُس نے آپ ہی
فرمایا ہے وھو یتولی الصالحین لیکن دوسرون کو دنیا داری کے ول آزار اسباب
مین چھوڑا جاتا ہے۔ اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص اُن لوگون کے ساتھ ظاہر کی
جاتی ہے۔ کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہین کی جاتی۔ اور یہ خاصہ انکا بھی صحبت سے بہت جلد
ثابت ہو سکتا ہے۔ ازان جملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جسپر قرآن شریف کے کامل
متبعین کو قایم کیا جاتا ہے۔ اور اُن کے رگ و ریشہ مین اسقدر محبت الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے
کہ اُن کے وجود کی حقیقت بلکہ اُن کی جان کی جان ہو جاتی ہے۔ اور محبوب حقیقی سے ایک
عجیب طرح کا پیار اُن کے دلون مین جوش مارتا ہے۔ اور ایک خارق عادت انس اور
شوق اُن کے قلوب صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے
اور آتش عشق الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگون کو اوقات خاصہ مین بدیہی
طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ اگر محبان صادق اُس جوش محبت کو کسی حیلہ اور
تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہین تو یہ اُن کے لیے غیر ممکن ہو جاتا ہے جیسے عشاق
مجازی کے لیے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جسکے دیکھنے کے لیے
دن رات مرتے ہین اپنے رفیقون اور ہمصحبتون سے چھپائے رکھین۔ بلکہ وہ عشق جو اُنکے
کلام اور اُنکی صورت اور اُنکی آنکھ اور اُنکی وضع اور اُنکی فطرت مین گھس گیا ہے اور اُن کے
بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُن کے چھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہین سکتا۔ اور ہزار
چھپائین کوئی نہ کوئی نشان اُسکا نمودار ہو جاتا ہے اور سب سے بزرگتر اُن کے صدق قدم کا
نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہین اور اگر آلام اُس کی طرف
سے پہنچین تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام اُنکو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو
شربت عذب کی طرح سمجھتے ہین کسی تلوار کی تیز دھار اُن مین اور اُن کے محبوب مین جدائی
نہین ڈال سکتی اور کوئی بلیہ عظمی اُنکو اپنے اُس پیارے کی یاد داشت سے روک نہین
سکتے اُسی کو اپنی جان سمجھتے ہین اور اُسی کی محبت مین لذات پاتے اور اُسی کی ہستی

کو ہستی خیال کرتے ہین۔ اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہین اگر جاگتے
ہین تو اُسی کو اگر [illegible] پاتے ہین تو اُسی سے تمام عالم مین اُسی کو دیکھتے ہین اور اُسی کے
ہو رہتے ہین۔ اُسی کے لیے جیتے ہین اُسی کے لیئے مرتے ہین عالم مین رہکر بہی بے عالم ہین
اور با خود ہو کر بہی بے خود ہین نہ عزت سے کام رکھتے ہین نہ نام سے۔ نہ اپنی جان سے نہ اپنے
آرام سے بلکہ سب کچھہ ایک کے لیئے کھو بیٹھتے ہین۔ اور ایک کے پانے کے لیئے سب کچھہ دے
ڈالتے ہین لا یدرک آتش سے جلتے جاتے ہین اور کچھہ بیان نہین کر سکتے۔ کہ کیون جلتے
ہین اور تفہیم اور تفہم سے صم بکم ہوتے ہین اور ہریک مصیبت اور ہریک رسوائی کے سہنے کو
طیار رہتے ہین اور اُس سے لذت پاتے ہین۔

عشق است کہ بر آتش سوزان بنشاند　　عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند
عشق است کہ این کار بصد صدق کناند　　کس بہر کسے سر ندہد جان نہ فشاند

انان جملہ اخلاق فاضلہ ہین جیسے۔ سخاوت۔ شجاعت۔ ایثار۔ علو ہمت۔ وفور شفقت
حلم حیا۔ مروت یہ تمام اخلاق بہی بوجہ احسن اور انسب اُنہین سے صادر ہوتے ہین اور
وہی لوگ بہ یمن متابعت قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہریک حالت مین انکو
بخوبی و شایستگی انجام دیتے ہین اور کوئی انقباض خاطر انکو ایسا پیش نہین آتا کہ جو اخلاق
حسنہ کی کما ینبغی صادر ہونے سے انکو روک سکے ماحصل بات یہ ہے کہ جو کچھہ خوبی علمی یا عملی یا
اخلاقی انسان سے صادر ہو سکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتون سے صادر نہین ہو سکتی
بلکہ اصل موجب اُسکے صدور کا فضل الہی ہے پس چونکہ یہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الہی
ہوتے ہین اس لیئے خود خداوند کریم اپنے تفضلات نا متناہی سے تمام خوبیون سے انکو متمتع
کرتا ہے یا دوسرے لفظون مین یون سمجھو کہ حقیقی طور پر بجز خدا تعالی کے اور کوئی نیک
نہین تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیان اُسی کے لیے مسلم ہین پہر جسقدر کوئی اپنے نفس
اور ارادت سے فانی ہو کر اُس ذات خیر محض کا قرب حاصل کرتا ہے اُسیقدر اخلاق
الہیہ اُسکے نفس پر منعکس ہوتی ہین پس بندہ کو جو جو خوبیان اور سچی تہذیب حاصل ہوتی
ہے وہ خدا ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہیے تہا کیونکہ مخلوق فی ذاتہ

کچھ خبر نہیں ہے۔ سو اخلاق فاضلہ الٰہیہ کا انعکاس اُنہیں کے دلوں پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف
کا کامل اتباع کرتے ہیں۔ اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے۔ کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور
محبت کے ساتھ بھرے ہوئے جوش سے اخلاق فاضلہ اُن سے صادر ہوتے ہیں۔ اُس کی نظیر
دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اگرچہ منہ سے ہر یک شخص دعوے کر سکتا ہے اور لاف و گزاف
کے طور پر ہر یک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اُس دروازے سے
سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہیں اور دوسرے لوگ اگر کچھ اخلاق فاضلہ ظاہر کرتے بھی ہیں تو تکلف
اور تصنع سے ظاہر کرتے ہیں اور اپنی آلودگیوں کو پوشیدہ رکھ کر اور اپنی بیماریوں کو چھپا
کر اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہیں اور ادنی ادنی امتحانوں میں اُن کی قلعی کھل جاتی
ہے۔ اور تکلف اور تصنع اخلاق فاضلہ کے ادا کرنے میں اکثر وہ اس لیے کرتے ہیں کہ اپنی
دنیا اور معاشرت کا حسن انتظام وہ اسی میں دیکھتے ہیں۔ اور اگر اپنی اندرونی آلائشوں کی ہر جگہ
پیروی کریں تو پھر مہمات معاشرت میں خلل پڑتا ہے۔ اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھ تخم اخلاق
کا اُن میں بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ اکثر نفسانی خواہشوں کے کانٹوں کے نیچے دبا رہتا ہے۔ اور
بغیر آمیزش اغراض نفسانی کے خالصاً لِلّٰہ ظاہر نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے
اور خالصاً لِلّٰہ انہیں میں وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے۔ کہ جو خدا کے ہو رہتے ہیں۔ اور جن کے
نفوس کو خدا تعالیٰ غیریت کی لوث سے بکلی خالی پا کر خود اپنے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے۔
اور اُن کے دلوں میں وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اُسکو آپ پیارے
ہیں پس وہ لوگ فانی ہونے کی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر
لیتے ہیں کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہو جاتے ہیں جسکی توسط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر
کرتا ہے۔ اور اُنکو بھوکے اور پیاسے پا کر وہ آب زلال اُنکو اپنے اُس خاص چشمہ سے پلاتا ہے جس
میں کسی مخلوق کو علی وجہ الاصالت اُس کے ساتھ شرکت نہیں۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک کمال
عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے یعنے باوجود بہت سے کمالات
کے ہر وقت نقصان ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہیں اور بشہود کبریائی حضرت باریتعالی
ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار میں رہتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور

ناداری اور تقصیری اور خطاداری سمجھتے ہین اور ان تمام کمالات کو جو انکو دیے گئے ہین اُس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہین جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جسکو حقیقی طور پر دیوار سے کچھہ بھی علاقہ نہین ہوتا۔ اور بباعث مستعار کی طرح معرض زوال مین ہوتی ہے پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی مین محصور رکھتے ہین اور تمام نیکیون کا چشمہ اُسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہین اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے اُن کے دل مین حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھہ چیز نہین ہین۔ یہان تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہین۔ اور عظمت الٰہی کا پرجوش دریا اُن کے دلون پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزارہا طور کی نیستی اُن پر وارد ہو جاتی ہے اور شرک خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہو جاتے ہین۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک یہ ہے کہ اُن کی معرفت اور خداشناسی بذریعہ کشوف صادقہ و علوم لدنیہ و الہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے۔ یہان تک کہ اُن مین اور عالم ثانی مین ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہجاتا ہے۔ جس مین سے اُن کی نظر عبور کر کے واقعات اخروی کو اسی عالم مین دیکھہ لیتی ہے برخلاف دوسرے لوگون کے کہ جو بباعث پرظلمت ہونے اپنی کتابون کے اس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہین پہنچ سکتے۔ بلکہ اُن کی کج تعلیم کتابین اُن کے حجابون پر اور بھی صدہا حجاب ڈالتی ہین۔ اور ہماری کو آگے سے آگے بڑھا کر موت تک پہنچاتے ہین اور فلسفی جن کے قدمون پر آجکل برہمو سماج والے چلتے ہین اور جنکے مذہب کا سارا مدار عقلی خیالات پر ہے وہ اپنے طریق مین ناقص ہین اور اُن کے نقصان پر یہی دلیل کافی ہے۔ کہ اُن کی معرفت باوجود صدہا طرح کی غلطیون کی نظری وجوہ سے تجاوز نہین کرتی اور قیاسی اٹکلون سے آگے نہین بڑہتی اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی معرفت صرف نظری غور تک محدود ہے اور وہ بھی کئی طرح کی خطا کی آلودگیون سے ملوث۔ وہ شخص بمقابلہ اُس شخص کے جسکا عرفان بداہت کے مرتبہ تک پہنچگیا ہے اپنی علمی حالت مین نہایت درجہ پست اور متنزل ہے ظاہر ہے کہ نظر اور فکر کے مرتبہ کے آگے ایک مرتبہ بداہت اور شہود کا باقی ہے یعنے جو امور نظری اور فکری طور پر معلوم

ہوتے ہین وہ ممکن ہین کہ کسی اور ذریعہ سے بدیہی اور مشہور طور پر معلوم ہوں۔ سو یہ مرتبہ
ہدایت کا عند العقل ممکن الوجود ہے۔ اور گو برہمو سماج والے اُس مرتبہ کے وجود فی الخارج
سے انکار ہی کرین پر اس بات سے اُنہین انکار نہین کہ وہ مرتبہ اگر خارج مین پایا جاوے
تو بلا شبہہ اعلیٰ و اکمل ہے اور جو نظر اور فکر مین خفا یا باقی رہجاتے ہین اُنکا ظہور اور بروز
اُسی مرتبہ پر موقوف ہے۔ اور خود اس بات کو کون نہین سمجھ سکتا۔ کہ ایک امر کا بدیہی طور پر
کھل جانا نظری طور سے اعلیٰ اور اکمل ہے مثلاً اگر مصنوعات کو دیکھکر دانا اور سلیم الطبع انسان
کا اسطرف خیال آسکتا ہے کہ ان چیزون کا کوئی صانع ہوگا۔ مگر نہایت بدیہی اور روشن
طریق معرفت الٰہی کا جو اُس کے وجود پر بڑی ہی مضبوط دلیل ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُس کے
بندون کو الہام ملتا ہے اور قبل اس کے جو حقایقِ اشیاء کا انجام کھلے اُن پر کھولا جاتا ہے
اور وہ اپنے معروضات مین حضرت احدیت سے جوابات پاتے ہین اور اُن سے مکالمات
اور مخاطبات ہوتے ہین۔ اور بہ نظرِ کشفی اُنکو عالمِ ثانی کے واقعات دکھلائے جاتے ہین
اور جزا سزا کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کئی طور کے اسرارِ اُخروی اُن
پر کھولے جاتے ہین۔ اور کچھ شک نہین کہ یہ تمام امور علم الیقین کو اتم اور اکمل مرتبہ تک پہنچاتے
ہین اور نظری ہونے کے عمیق نشیب سے بداہت کے بلند منیار تک لیجاتے ہین۔ بالخصوص
مکالمات او مخاطبات حضرت احدیت اِن سب اقسام سے اعلیٰ ہین کیونکہ اُن کے
ذریعہ سے صرف اخبار غیبیہ ہی معلوم نہین ہوتے۔ بلکہ عاجز بندہ پر جو مولیٰ کریم کی
عنایتیں ہین اُن سے بھی اطلاع دی جاتی ہے اور ایک لذیذ اور مبارک کلام سے ایسی
تسلی اور تشفی اُسکو عطا ہوتی ہے اور خوشنودی حضرت باری تعالیٰ سے مطلع کیا جاتا
ہے جس سے بندہ مکروہات دُنیا کا مقابلہ کرنے کے لیئے بڑی قوت پاتا ہے گویا صبر اور
استقامت کے پہاڑ اُسکو عطا کیے جاتے ہین۔ اسی طرح بذریعہ کلام اعلیٰ درجہ کے علوم
اور معارف بھی بندہ کو سکھلائے جاتے ہین اور وہ اسرار خفیہ اور دقایق عمیقہ بتلائے
جاتے ہین۔ کہ جو بغیر تعلیم خاص ربانی کے کسی طرح معلوم نہین ہو سکتے اور اگر کوئی یہ
شبہ پیش کرے۔ کہ یہ تمام امور جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کے کامل اتباع

سے حاصل ہوتے ہین کیونکہ اسلام مین اُنکا تحقق فی الخارج ہونا بہ پایہ ثبوت پہنچ سکتا ہے۔
تو اس وہم کا جواب یہ ہے کہ صحبت سے۔ اور اگرچہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہین لیکن بغیر اندیشہ طول
کے پھر مکرر ہر یک مخالف پر ظاہر کرتے ہین کہ فی الحقیقہ یہ دولت عظمیٰ اسلام ہین پائی جاتی
ہے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی اور طالب حق کے لیئے اُس کے ثبوت
کے بارے مین ہم آپ ہی ذمہ دار ہین بشرط صحبت و حسن ارادت و تحقق مناسبت اور صبر
اور ثبات کے یہ امور ہر یک طالب پر بقدر استعداد اور لیاقت ذاتی اُس کے کھل سکتے ہین
اور ان امور مین سے جو اخبار غیبیہ ہین۔ اُنکی نسبت یہ شبہہ ہرگز نہین کرنا چاہیے۔ جو اس کام
مین رمال و منجم بھی شریک ہین۔ کیونکہ یہ قوم کسی خاص فن یا قواعد کے ذریعہ سے اخبار غیبیہ کو
نہین بتلاتی۔ اور نہ غیب دان ہونے کا دعوے کرتی ہے۔ بلکہ خداوند کریم جو اُن پر مہربان
ہین اور اُنکے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکھتا ہے وہ بعض مصالحہ کے لحاظ سے
بعض امور پیش از وقوع اُنکو بتلا دیتا ہے تاکہ جس کام کا اُس نے ارادہ کیا ہے بوجہ احسن
انجام کو پہنچ جائے۔ مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ فلان بندہ موید من اللہ ہے
اور جو کچھ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہین۔ بلکہ خاص
ارادہ و توجہ الٰہی سے ظہور مین آتے ہین اسی طرح جو کچھ فتح و نصرت اور اقبال و عزت
اسکو ملتی ہے۔ وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہین بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اسکو غلبہ
بخشے اور اپنی تائیدات اُسکے شامل حال کرے پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے
کی غرض سے اُن انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتون کے عطا کرنے کی بشارت
دیدیتا ہے۔ سو ان پیشگوئیون سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات
یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جاتے کہ وہ شخص موید من اللہ اور اُن خاص
لوگون مین سے ہے جنکی تائید کے لیے عنایات حضرت عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہین اب اس تقریر سے
ظاہر ہے کہ اُس موید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہین اور اُسکی پیشگوئیان اصل
مقصود کی شناخت کے لیئے علامات و آثار ہین ماسوا اس کے جن لوگون کو خدا تعالیٰ خاص اپنے
لئے چن لیتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی گروہ مین داخل کرتا ہے اُن مین

صرف یہی علامتین نہین۔ کہ وہ پوشیدہ چیزین بتلاتی ہین تا اُنکا حال نجومیون اور جوتشیون
اور رمالون اور کاہنون کے حال سے مشتبہ ہو جائے۔ اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے بلکہ
اُن کے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کے سبب سے طالب صادق بدیہی
طور پر اُنکو شناخت کر سکتا ہے۔ اور حقیقت مین وہی ایک نور ہے جو اُن کے ہر یک قول اور فعل
اور حال اور قال اور عزائم اور تمام ظاہر اور باطن پر محیط ہو جاتا ہے اور صدہا شاخین اُس کی نمودار
ہو جاتی ہین اور رنگارنگ کی صورتون مین جلوہ فرماتا ہے وہی نور شدائد اور مصائب کی وقتون
مین صبر کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور استقامت اور رضا کے پیرایہ مین اپنا چہرہ دکھاتا ہے
تب یہ لوگ جو اُس نور کے مورد ہین آفات عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکھائی
دیتے ہین اور جن صدمات کی ادنی مس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاتے ہین بلکہ قریب
مرگ ہو جاتے ہین۔ اُن صدمات کے سخت زور آور حملون کو یہ لوگ کچھ چیز نہین سمجھتے۔ اور
فی الفور عنایت الٰہی کے کنار عاطفت مین اُنکو کھینچ لیتی ہے اور کوئی خامی اور بے صبری اُن سے
ظاہر نہین ہوتی۔ بلکہ محبوب حقیقی کے ایلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین۔ اور بکشادگی سینہ و انشراح
خاطر اُسکو قبول کرتے ہین۔ بلکہ اُس سے متلذذ ہوتے ہین۔ کیونکہ طاقتون اور قوتون اور
صبرون کے پہاڑ اُن کی طرف روان کیئے جاتے ہین۔ اور محبت الٰہیہ کی پرجوش موجین
غیر کی یادداشت سے اُنکو روک لیتی ہین۔ پس اُن سے ایک ایسی برداشت ظہور مین آتی ہے
کہ جو خارق عادت ہے اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہین اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے
وقتون مین قناعت کی صورت مین اُن پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ سو دنیا کی خواہشون سے ایک عجیب
طور کی برودت اُن کے دلون مین پیدا ہو جاتی ہے کہ بدبودار چیز کی طرح دنیا کو سمجھتے ہین اور
یہی دنیوی لذات جن کے حظوظ پر دنیادار لوگ فریفتہ ہین وبشوق تمام اُن کے جویان اور
اُن کے زوال سے سخت ہراسان ہین یہ اُنکی نظر مین نہایت درجہ ناچیز ہو جاتے ہین اور تمام
سرور اپنا اسی مین پاتے ہین کہ مولیٰ حقیقی کی وفا اور محبت اور رضا سے دل بھر ارہے۔ اور اسی کے
ذوق اور شوق اور اُنس سے اوقات معمور رہین۔ اُس دولت سے بیزار ہین کہ جو اُس کی خلاف مرضی
ہے۔ اور اُس عزت پر خاک ڈالتے ہین جس مین مولیٰ کریم کی ارادت نہین۔ اور ایسا ہی وہ نور

کبھی فراست کے لباس مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قوتِ نظریہ کی بلند پروازی مین اور کبھی قوت عملیہ کی حیرت انگیز کارگذاری مین کبھی حلم اور رفق کے لباس مین اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس مین کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس مین کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس مین کبھی کسی خلق کے لباس مین اور کبھی مخاطبات حضرت احدیث کے لباس مین۔ اور کبھی کشوف صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ مین جیسا موقعہ پیش آتا ہے اُس موقعہ کے مناسب حال وہ نور حضرت واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے اور یہ تمام اُسکی شاخین ہین۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے۔ اُس کی نظر محدود رہتی ہے۔ اس لیے بسا اوقات وہ دھوکا کھا لیتا ہے۔ لیکن جو شخص یکجائی نگاہ سے اُس شجرہ طیبہ کی تمام شاخون پر نظر ڈالتا ہے۔ اور ان کے انواع و اقسام کے پہلون اور شگوفون کی کیفیت معلوم کرتا ہے وہ روز روشن کی طرح اُن نورون کو دیکھ لیتا ہے اور نورانی جلال کی کھچی ہوئی تلوارین اُسکے تمام گھمنڈون کو توڑ ڈالتی ہین شاید اِس جگہ بعض طبایع پر یہ اشکال پیش آوین۔ کہ کیونکر اُن کمالات کو وہ لوگ بھی پا لیتے ہین کہ جو نہ نبی ہین نہ رسول لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین یہ اشکال ایک ناچیز وہم ہے کہ اُن لوگون کے دلون پکڑتا ہے کہ جو اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہین۔ اگر نبیون کے تابعین کو اُن کے کمالات اور علوم اور معارف مین اعلیٰ درجہ التبعیت شرکت نہ ہو تو باب وراثت کا بکلی مسدود ہو جاتا ہے۔ یا بہت ہی تنگ اور منقبض رہ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ معنے بکلی منافی وراثت ہے کہ جو کچھ فیوض حضرتِ مبدا فیض سے اُس کے رسولون اور نبیون کو ملتے ہین اور جس نورانیت یقین اور معرفت تک اُن مقدمون کو پہنچایا جاتا ہے اُس شربت سے اُن کے تابعین کے حلق محض ناآشنا ہین۔ اور صرف خشک اور ظاہری باتون سے ہی اُن کے آنسو پونچھے جاوین۔ ایسی تجویز سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرت فیاض مطلق کی ذات مین بھی ایک قسم کا بخل ہو۔ اور نیز اس سے کلام الٰہی۔ اور رسول مقبول کی عظمت اور بزرگی کی کسرشان لازم آتی ہے کیونکہ کلام الٰہی کی اعلیٰ تاثیرین اور نبی معصوم کی قوت قدسیہ کمالات ایسی ہین کہ انوار دائمہ کلام الٰہی کے ہمیشہ قلوب صافیہ اور مستعدہ کو روشن کرتے رہین

نہ یہ کہ تاثیر اُن کی کلی معطل ہو یا صرف معدودے چند تک ہوکر پھر ہمیشہ کے لیے باطل ہو جائے اور
ایل القوت دوا کی طرح فقط نام ہی تاثیر کا باقی رہجائے ۔ ماسوا اِس کے جبکہ ایک حقیقت واقعی
طور پر ہر عہد اور ہر زمانہ مین خارج مین متحقق الوجود چلی آتی ہے ۔ اور اب بھی متحقق الوجود ہے اور
شہادات متکاثرہ سے اُسکا ثبوت بدیہی طور پر مل سکتا ہے تو پھر ایسی روشن صداقت سے کیونکر
کوئی منصف انکار کرسکتا ہے اور ایسی کھلی کھلی سچائی کیونکر اور کہان چھپ سکتی ہے ۔ حالانکہ قیاس
بھی یہی چاہتا ہے کہ جب تک درخت قایم ہون اُسکو پھل بھی لگے رہتے ہین ہان جو درخت
خشک ہوجائے یا جڑھ سے کاٹا جائے اُسکے پھلون کی توقع رکھنا محض نادانی ہے ۔ پس جس
حالت مین فرقان مجید وہ عظیم الشان و سبز و شاداب درخت ہے جسکی جڑھین زمین کے نیچے تک
اور شاخین آسمان تک پہنچی ہوئی ہین تو پھر ایسے شجر طیبہ کے پھلون سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے
اس کے پھل بدیہی الظہور ہین جنکو ہمیشہ لوگ کھاتے رہتے ہین اور آیندہ بھی کھائین گے
اور یہ بات بعض نادانون کی بالکل بیہودہ اور غلط ہے کہ اس زمانہ مین کسی کو ان پھلون
تک گذر ہی نہین ۔ بلکہ اُنکا کھانا پہلے لوگون کے ہی حصہ مین تھا ۔ اور وہی خوش نصیب لوگ تھے
جنہون نے وہ پھل کھائے ۔ اور اُن سے متمتع ہوئے ۔ اور اُن کے بعد بدنصیب لوگ پیدا ہوئے جنکو مالک نے
باغ کے اندر آنے سے روک دیا ۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضایع نہین کرتا ۔ اور کسی
سچے طالب پر اُس کے فیض کا دروازہ بند نہین ہوتا ۔ اور جو اگر کسی کے خیال باطل مین یہ سمایا
ہوا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ مین فیوض الٰہی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور ذی استعداد
لوگون کی کوششین اور محنتین ضایع جاتی ہین تو اُس نے اب تک خدا تعالیٰ کا قدر
شناخت نہین کیا ۔ اور ایسا آدمی اُنہین لوگون مین داخل ہے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ
فرمایا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ لیکن اگر یہ عذر پیش کیا جائے ۔ کہ جن علوم و معارف و کشوف صادقہ
و مخاطبات حضرت احدیت کے تحقیق وجود کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ وہ اب کہان ہین اور کیونکر بہ پایہ
ثبوت پہنچ سکتے ہین ۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب اُمور اسی کتاب مین ثابت کیے گئے
ہین اور طالب حق کے لیے اُن کے امتحان کا نہایت سیدھا اور آسان راستہ
کھلا ہے کیونکہ وہ علوم و معارف کو خود اس کتاب مین دیکھ سکتا ہے اور جو کشوف صادقہ

اور اخبار غیبیہ اور دوسرے خوارق ہین وہ غیر مذہب والون کی شہادت سے اُس پر ثابت ہو سکتے ہین۔
یا وہ آپ ہی ایک عرصہ تک صحبت مین رہکر یقین کامل کے رتبہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور جو دوسرے
لوازم اور خصوصیات اسلام ہین وہ بھی سب صحبت سے کھل سکتے ہین۔ لیکن اس جگہ یہ
بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ جو کچھ عجائب غرایب اہل حق پر منکشف ہوتے ہین اور جو کچھ برکات
اُن مین پائے جاتے ہین وہ کسی طالب پر تب کھولے جاتے ہین کہ جب وہ طالب کمال
صدق اور اخلاص سے بہ نیت ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے۔ اور جب وہ ایسے طور سے
رجوع کرتا ہے تو تب جسقدر اور جس طور سے انکشاف مقدر ہوتا ہے وہ بارادہ خالص آلہی ظہور
مین آتا ہے مگر جس جگہ سایل کے صدق اور نیت مین کچھ فتور ہوتا ہے اور سینہ خلوص سے
خالی ہوتا ہے تو پھر ایسے سایل کو کوئی نشان دکھلایا نہین جاتا یہی عادت خداوند تعالی کی
انبیاء کرام سے ہے جیسا کہ یہ بات انجیل کے مطالعہ سے بنہایت ظاہر ہے کہ کئی مرتبہ یہودیون نے
مسیح سے کچھ معجزہ دیکھنا چاہا تو اُس نے معجزہ دکھلانے سے صاف انکار کیا۔ اور کسی گذشتہ
معجزہ کا بھی حوالہ نہ دیا۔ چنانچہ مرقس کی انجیل کے آٹھ باب اور باران آیت مین بھی اسی کی
تصریح ہے اور عبارت مذکور یہ ہے۔ تب فریسی نکلے اور اُس سے (یعنی مسیح سے) حجت کرکے
اُس کے امتحان کے لیے آسمان سے کوئی نشان چاہا۔ اُس نے اپنے دل مین آہ کھینچکر
کہا۔ اس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے
لوگون کو کوئی نشان نہ دیا جائیگا۔ سو اگرچہ بظاہر دلالت عبارت اسی پر ہے کہ مسیح سے
کوئی معجزہ صادر نہین ہوا لیکن اصلی معنے اس کے یہی ہین کہ اُسوقت تک مسیح سے
کوئی معجزہ ظہور مین نہین آیا تھا۔ تب ہی اُس نے کسی گذشتہ معجزے کا حوالہ نہین
دیا۔ کیونکہ یہود مین صاحب صدق اور اخلاص کم تھے۔ تا کسی کے حسن ارادت کے لحاظ
سے کوئی معجزہ ظہور مین آتا لیکن اُس کے بعد جب لوگ صاحب صدق اور ارادت پیدا
ہوگئے اور طالب حق بنکر مسیح کے پاس آئے تو وہ معجزات دیکھنے سے محروم نہین رہے چنانچہ
یہودا اسکریوطی کی خراب نیت پر مسیح کا مطلع ہو جانا یہ اُسکا ایک معجزہ ہی تھا۔ جو اُس نے
اپنے شاگردون اور صادق الاعتقاد لوگون کو دکھلایا۔ اگرچہ اُسکے دوسرے سب عجیب کام

بباعث قصہ حوض اور بوجہ آیت مذکورہ بالا کے مخالف کی نظر مین قابل انکار اور محل اعتراض ٹھہر گئے
اور اب بطور حجت مستعمل نہین ہو سکتے ۔ لیکن معجزہ مذکورہ بالا منصف مخاطب کی نظر مین بھی ممکن
ہے کہ ظہور مین آیا ہو غرض معجزات اور خوارق کے ظہور کے لیئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط
ہے ۔ اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہین کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہو ۔ اور
صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے
اور پھر اُس نشان کے ظہور تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے ۔ تا خداوند کریم وہ بات ظاہر کرے
جس سے طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے ۔ غرض ادب اور صدق اور صبر برکات
آلٰہیہ کے ظہور کے لیئے شرط اعظم ہے ۔ جو شخص فیض آلٰہی سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُس کے حال کے
یہی مناسب ہے کہ وہ سراپا ادب ہو کر بہ تمام تر غربت و صبر اس نعمت کو اُس کے اہل کے دروازہ
طلب کرے ۔ اور جہان معرفت آلٰہیہ کا چشمہ دیکھے آپ افتان و خیزان اُس چشمہ کی طرف دوڑے
اور پھر صبر اور ادب سے کچھ دنون تک ٹھہرا رہے ۔ لیکن جو لوگ خداتعالی کی طرف سے صاحب
خوارق ہین اُنکا یہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازون کی طرح بازارون اور مجالس مین تماشا
دکھلاتے پھرین ۔ اور نہ یہ امور اُن کے اختیار مین ہین بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اُن کے پتھر
مین آگ تو بلا شبہہ ہے لیکن صادقون اور صابرون اور مخلصون کی ارادت ضرب پر اُس
آگ کا ظہور اور بروز موقوف ہے ۔ اور ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ
اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط اخبار غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے بلکہ وہ کشوف
اور الہامات تائیدات الٰہیہ کے باغ کی خوشبوئین ہین جو دور سے ہی اُس باغ کا وجود بتلاتی
ہین اور عظمت اور شان اُن کشوف اور الہامات کی اُس شخص پر کماحقہ کھلتی ہے جس کی
نظر تائیدات الٰہیہ کی تلاش مین ہو یعنے وہ اصل نشان تائیدات الٰہیہ کو ٹھہرا کر پیشگوئیون
کو اُن تائیدون کے لوازم سمجھتا ہو جو بغرض ثابت کرنے تائیدون کے استعمال مین لائے گئے
ہین غرض مدار مقرب الٰہیہ ہونے کا تائیدات الٰہیہ ہین اور پیش گوئیان روشن ثبوت
اُن تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر یک عام اور خاص کو دکھلاتے ہین پس تائیدات
اصل ہین اور پیش گوئیان اُن کی فرع ۔ اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہین اور بعض

گویا اُس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں - تائیدات کو پیشگوئیوں کے وجود سے یہ فایدہ ہے کہ ہر ایک کو معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں خاص تائیدیں ہیں معمولی اتفاقات سے نہیں اور بخت اور اتفاق پر محمول نہیں ہو سکتیں - اور پیش گوئیوں کو تائیدات کے وجود سے یہ فایدہ ہے کہ اُس بزرگ پیوند سے اُن کی شان بڑھتی ہے - اور ایک بے مثل خصوصیت اُن میں پیدا ہو جاتی ہے - کہ جو موبدان آلہی کے غیر میں نہیں پائی جاتی - سو یہی خصوصیت عام پیشگوئیوں اور اُن جلیل الشان پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے - خلاصہ کلام یہ کہ اِس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لیے جو پیشگوئیوں اور تائیدات کاملہ میں ایک پیوند ہے اُسکو خیال میں رکھنا چاہیئے - کیونکہ یہ پیوند دوسرے لوگوں کی پیش گوئیوں میں غیر ممکن اور ممتنع ہے اور نیز اُن کی پیشگوئیوں میں ایسی فاش غلطیاں نکل آتی ہیں جنسے ہر ایک ذلت اُن کی ظاہر ہوتی ہے مگر خدا کے لوگ جو ہوتے ہیں اُن کی روشن پیشگوئیاں ہمیشہ سے سچائی کے نور سے منور ہوتی ہیں - ماسوا اس کے وہ مبارک پیشگوئیاں ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہیں - خدا اپنے بندوں کے کاموں کا آپ متولی ہو کر ایک حیرت انگیز طور پر اُنکی تائید کرتا ہے اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ اُن کی مدد میں رہتا ہے - اور اُن سے اُس کی یہی عادت ہے کہ اُن کو اپنی تائیدات کی خبریں پیش از وقوع بتلاتا ہے اور اُن کے تردد و تفکر کے وقت میں اپنے پر نور کلام سے اُن کو تسلی اور تشفی بخشتا ہے - اور پھر ایک ایسے عجیب طور پر اُن کی مدد کرتا ہے - کہ جو خیال اور گمان میں نہیں ہوتیں اور جو شخص اُن کی صحبت میں رہ کر اِن باتوں کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے اور صاف اور پاک نظر سے اُن کی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے - اُسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ موید من اللہ ہیں اور حضرت احدیت کو اُن کی طرف خاص توجہ ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک آدھ دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ انسان کو اتفاق پڑے کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از وقوع سنکر پھر اُس تائید کو ظہور میں آتے ہوئے بچشم خود دیکھ لے - تو کوئی انسان ایسا پاگل اور دیوانہ نہیں کہ پھر بھی اُن صحیح پیش گوئیوں اور قوی تائیدوں پر یقین کامل کر سکے ہاں اگر فرط تعصب اور بے

ایمانی سے کبھی چشم دید ماجرا کا دستہ انکار کرے تو یہ اور بات ہے۔ لیکن پھر بھی اُسکا دل انکار نہیں
کرسکتا۔ اور ہر وقت اُسکو ملزم کرتا ہے۔ کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے۔ اب چند کشوف اور الہامات جو
وارد ہ بغرض افادہ طالبین حق لکھے جاتے ہین۔ اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اگر
خدا نے چاہا تو جو کچھ مواہب لدنیہ سے اِس احقر عباد پر ظاہر کیا جائیگا وہ اس کتاب مین درج
ہوتا رہیگا۔ اِلّا ماشاء اللہ اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا یقین اور معرفت کے سچے طالب فائدہ
حاصل کرین اور اپنی حالت مین کشایش پاوین۔ اور اُن کے دل پر سے وہ پردے اُٹھین
جن سے اُن کی ہمت نہایت پست اور اُن کے خیالات پُر ظلمت ہو رہے ہین۔ اور اِس جگہ
ہم مکرراً یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ یہ باتین ایسی نہین ہین جنکا ثبوت دینے سے یہ خاکسار عاجز
ہو یا جن کے ثبوت مین اپنے ہی ہم مذہبون کو پیش کیا جائے۔ بلکہ وہ بدیہی الصدق باتین
ہین جنکی صداقت پر مخالف المذہب لوگ گواہ ہین اور جن کی سچائی پر وہ لوگ شہادت
دے سکتے ہین۔ جو ہمارے دینی دشمن ہین۔ اور یہ سب اہتمام اس لیے کیا گیا کہ تا جو لوگ فی
الحقیقۃ راہ راست کے خواہان اور جویان ہین اُنپر بکمال انکشاف ظاہر ہو جائے۔ کہ تمام برکات
اور انوار اسلام مین محدود اور محصور ہین۔ اور تا جو اس زمانہ کے ملحد و دہریہ ہے اُسپر خدا تعالیٰ کی
حجت قاطعہ اتمام کو پہنچے۔ اور تا اُن لوگون کی فطرتی شیطنت ہر یک ضعیف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے
دوستی اور نور سے دشمنی رکھکر حضرت خاتم انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ سے انکار
کر کے اُس عالی جناب کی شان کی نسبت پُر خبث کلمات منہ پر لاتے ہین۔ اور اُس نفس اطہر
پر ناحق کی تہمتین لگاتے ہین اور بباعث غایت درجہ کی کور باطنی کے اور بوجہ نہایت درجہ
کی بے ایمانی کے اس بات سے بیخبر ہو رہے ہین۔ کہ دنیا مین وہی ایک کامل انسان آیا ہے
جسکا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دنیا پر اپنی شعاعین ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہیگا۔ اور تا ان
تحریرات حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفون کے اقرار سے ظاہر ہو جائے اور تا جو شخص سچے
طالب رکھتا ہو اُس کے لیے ثبوت کا رستہ کھل جاوے۔ اور جو اپنے مین کچھ دماغ رکھتا ہو اسکی
دماغ شکنی ہو جائے۔ اور نیز ان کشوف اور الہامات کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اس سے
مومنون کی قوت ایمانی بڑھے اور اُن کے دلون کو ثبات اور تسلی حاصل ہو اور وہ اس حقیقت

حقہ کو یہ یقین کامل سمجھیں کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل نبیون سے اور اتم واکمل سب رسولون سے اور خاتم الانبیا اور خیر الناس ہین جن کی پیروی سے خدا تعالی ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہین۔ اور اسی جہان مین سچی نجات کے آثار نمایان ہوتے ہین اور قران شریف جو سچی اور کامل ہدایتون اور تاثیرون پر مشتمل ہے جسکے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہین اور بشری آلودگیون سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابون سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ایک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور غیر مذہب والون کی شہادتون سے اُس کے ثابت کرنے پر یہی ہے کہ تا ہمیشہ کے لیے ایک قوی حجت مسلمانون کے ہاتھ مین رہی۔ اور جو سفلہ اور ناخدا ترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ اور مکابرہ مسلمانون سے کرتے ہین اُنکا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگون پر ثابت اور آشکار ہوتا ہے اور جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آجکل چل رہی ہے اُس کی زہر سے زمانہ حال کے طالب حق اور نیز آیندہ کی نسلین محفوظ رہین۔

تمت